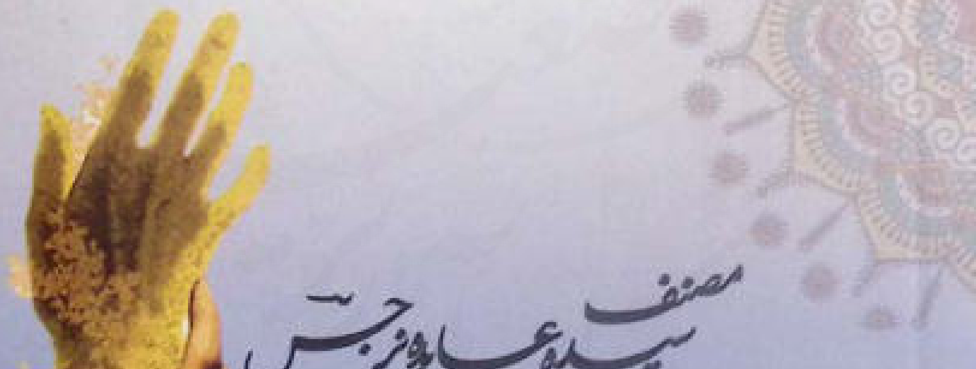
غدیر ہماری عید

(حدیث غدیر بچوں کے لیے)

مصنف
سیدہ عابدہ نرجس



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جس جس کا میں مولا ہوں

اس اس کے یہ علیؑ بھی مولا ہیں

'غدیر ہماری عید'

(بچوں کے لئے حدیث غدیر)

تالیف

سیدہ عابدہ نرجس

معراج کمپنی

غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور 0423-7361214

نام کتاب:..................'غدیر ہماری عید'

تحریر:..................سیدہ عابدہ نرجس

ناشر:..................معراج کمپنی اُردو بازار لاہور

اشاعت اوّل..................مارچ ۲۰۱۷ء

تعداد:..................۱۱۰۰

ہدیہ:.................. /روپے

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور 0423-7361214

انتساب

کل عالم اسلام کے نام
کل عالم انسانیت کے نام
کاش
اس فرمان کو آج سے چودہ صدیاں پہلے
مان لیا جاتا۔ تو اب تک انسانیت کسی
'نجات دہندہ'
کی تلاش میں نہ بھٹک رہی ہوتی۔

تکمیل دین نام ہے جشن غدیر کا
بھیجا ہے تاج رب نے نبیؐ کے وزیر کا
کوئی علیؑ کو مولا کہے کوئی نہ کہے
یہ مسئلہ ازل سے ہے ظرف و ضمیر کا

ضروری بات

پیارے بچو......! ہم آپ کے لئے حدیث غدیر پیش کر رہے ہیں۔ آسان زبان میں تشریح کے ساتھ۔ تا کہ آپ کو خوب ذہن نشین ہو جائے۔

آپ نے اس کو یاد رکھنا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب پر یہ فرض کیا ہے کہ دوسروں کو بتائیں اور اسے اگلی نسل تک پہنچائیں...... آپ کو اس پر عمل کرنا ہے اور اسے کبھی نہیں بھولنا۔

سیدہ عابدہ نرجس

لاہور

فہرست مضامین

☆☆☆

"غدیر ہماری عید"

پیارے بچو......!!

کیا آپ جانتے ہیں کہ 'حدیث غدیر' کیا ہے......؟؟؟

لیکن اس سے پہلے آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ حدیث کیا ہوتی ہے......؟ تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم نازل ہوتا ہے۔ اگر اس میں الفاظ بھی نازل ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح سے اُسے اُمت تک پہنچادیں......تو اسے 'آیت' کہتے ہیں......

لیکن جب حکم تو اللہ کا ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے اپنے الفاظ میں اُمت تک پہنچائیں......تو اُسے حدیث کہتے ہیں......

'علم حدیث':

علم حدیث ایک بہت بڑا موضوع ہے۔ جس میں بہت سی شاخیں ہیں۔ لیکن چونکہ آپ ابھی چھوٹے ہیں۔ تو آپ اتنا ہی یاد رکھیں کہ ہم شیعہ اثنا

عشری یعنی بارہ اماموں کو ماننے والے صرف ان حدیثوں کو مانتے ہیں۔ جو معصومینؑ کے ذریعے سے ہم تک پہنچی ہیں اور ان لوگوں کے ذریعے سے جو اچھے کردار والے، سچے اور مضبوط حافظہ یا یادداشت رکھنے والے ہیں۔

'راوی یا رجال':

جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومینؑ سے سُن کر حدیث بیان کرتے ہیں۔ انہیں راوی یا رجال کہا جاتا ہے۔ ان راویوں کی حیثیت جانچنے کے لئے بڑی تحقیق سے کام لیا جاتا ہے۔ جس میں راوی کا خاندانی پس منظر، کردار، اس کا عقیدہ، اس کی شہرت اور اس کے پیشے وغیرہ کے بارے میں مکمل تحقیق کر کے اس کی حیثیت متعین کی جاتی ہے کہ اس کی بیان کی ہوئی حدیث قابلِ اعتبار ہے یا نہیں..... حضرت آیت اللہ ابو القاسم خوئی نے اس موضوع پر بڑی تحقیق کے بعد کئی جلدوں میں کتاب لکھی ہے۔ جو 'علم رجال' پر مستند مانی جاتی ہے۔

'مشہور کتابیں':

ہمارے یہاں حدیث کی چار کتابیں مشہور ہیں۔ انہیں 'کتب اربعہ' کہا جاتا ہے۔ یہ حدیثیں بہت ہی قابل اور مقدس علماء نے اپنی کتابوں میں جمع کی ہیں۔ لیکن ہمارے مذہب میں ان کتابوں کو بالکل صحیح نہیں کہا جاتا۔ جس طرح کہ ہمارے اہلسنت بھائی اپنی کتابوں کو صحیح کہتے ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری اور صحیح مُسلم وغیرہ۔ مگر ہمارے یہاں اُصول ہے کہ پوری تحقیق کے بعد کسی روایت کو مانا جاتا ہے اور یہ تحقیق بڑے بڑے علماء کرتے ہیں۔

'کافی':

ہماری احادیث کی سب سے مشہور کتاب کافی ہے۔ جس میں سولہ ہزار ایک سو ننانوے (۱۶۱۹۹) احادیث ہیں۔ علامہ محمد بن یعقوب کلینیؒ نے تقریباً بیس سال میں ان احادیث کو جمع کیا...... امام زمانہ عجل کا اس کتاب کے بارے میں فرمان ہے کہ یہ شیعوں کیلئے کافی ہے۔ اسی لئے یہ کافی کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں حدیثوں کی تعداد اہلسنت کی ''صحاح ستہ'' یعنی چھ کتابوں سے بھی زیادہ ہے۔

'من لایحضرہ الفقیہ'

ہماری دوسری مشہور کتاب ہے۔ اس کے مؤلف شیخ صدوقؒ ہیں۔

اس کے نام کا مطلب ہے کہ یہ کتاب ان لوگوں کیلئے ہے۔ جن کے پاس فقیہ یا عالم نہ ہو......

'تہذیب اور استبصار':

یہ دو کتابیں شیخ الطائفہ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی نے تالیف کی ہیں اور بڑی گرانقدر ہیں۔

حدیث کی اہمیت:

بچو......! آپ جانتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ نے سورہ والنجم میں فرمایا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کہتے...... جو کچھ کہتے ہیں۔ وہ اللہ کی وحی ہے...... اس لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا کلام اصل میں اللہ کا فرمان ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

قرآن پاک اور حدیث ساتھ ساتھ ہیں۔ کیونکہ حدیث کے بغیر قرآن پاک سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ مثلاً بعض احکامات قرآن پاک میں نازل ہوئے مگر وہ صرف حکم ہیں۔ انہیں کس طرح کرنا ہے۔ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بتایا۔ مثلاً نماز کا حکم ہوا......تو نماز کی رکعتیں اور طریقہ...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بتایا۔ اسی طرح دوسرے احکامات کے بارے میں بھی......لہٰذا صرف اللہ کی کتاب کافی نہیں۔ اُسے سمجھانے کیلئے اللہ کے نمائندے کی ضرورت ہے۔ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آئمہ معصومینؑ ہیں۔

خاص خاص موقعوں پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی تقریروں اور خطبوں کے ذریعے اللہ کے احکامات مسلمانوں تک پہنچاتے تھے۔ مثلاً جمعہ کے اجتماعات، جنگ کے لئے ہدایات، رمضان میں دیئے جانے والے خطبات اور استقبال رمضان کے آداب، عیدین اور حج کے بیانات، ان سب کو حدیث ہی کہا جاتا ہے......ان ہی احادیث کے ذریعے اسلام کے احکامات کو سمجھایا اور ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ جس سے انسان نے تہذیب، آداب اور اخلاق سیکھا ہے۔

حدیث غدیر:

اس حدیث کو خطبہ غدیر بھی کہا جاتا ہے۔ حدیث غدیر تمام تر احادیث

میں بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ یہ ایک بے حد مختلف ماحول اور انداز میں مسلمانوں تک پہنچائی گئی۔ اس بارے میں چند اہم باتیں حسب ذیل ہیں۔ جنہیں یادرکھنا چاہیے۔

یادرکھنے کی باتیں:

(۱) حدیث غدیر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طویل حدیثوں میں سے ہے۔

(۲) اس کے لئے ایسا منبر استعمال کیا گیا۔ جو دُنیا کی تاریخ میں نہ تو کبھی بنایا گیا اور نہ ہی استعمال ہوا...... یعنی اونٹوں کے پالانوں کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ کر اتنا اونچا منبر بنایا گیا۔ جو دُور تک لوگوں کو نظر آ سکے۔

(۳) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ مدینہ میں رہتے تھے۔ اس لئے زیادہ تر احادیث اہل مدینہ کے سامنے بیان کی جاتی تھی۔ جن لوگوں کی تعداد محدود ہوتی تھی۔ لیکن حدیث غدیر تقریباً سوا لاکھ...... صحابہ کے سامنے بیان کی گئی۔ جو حاجی بھی تھے اور عرب کے تمام علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ کوئی حدیث اتنے بڑے مجمعے کے سامنے کبھی بیان نہیں کی گئی۔

(۴) یہ وہ واحد حدیث ہے۔ جو کھلے صحرا میں، دوپہر کے وقت، چلچلاتی دُھوپ میں بیان ہوئی۔

(۵) اسے جلد بیان کرنے کا حکم اللہ کی طرف سے بہت سخت لہجے میں دیا

گیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی لقب کے بجائے 'اے رسول' کہہ کر مخاطب کیا گیا۔

(۶) اس تمام حدیث کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا علیؑ کو اُٹھا کر مسلمانوں کو دکھاتے رہے۔

(۷) یہ وہ حدیث ہے۔ جس کے بارے میں سختی سے تاکید کی گئی کہ جو لوگ موجود نہیں ان تک اسے پہنچایا جائے...... ہر باپ اپنے بیٹے کو بتائے۔ وہ اپنے بیٹے کو بتائے...... اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رکھا جائے...... کہ ہر ایک کو اس کی خبر ہو جائے۔

(۸) اس حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علیؑ کو اپنا جانشین بنانے کا صاف اعلان کیا ہے۔ اس کے علاوہ مولا علیؑ کے بارہ بیٹوں یعنی بارہ آئمہ اہلبیت پر ایمان لانے کی بھی تاکید کی ہے اور نہ ماننے والوں کو جہنم کی سزا کا حکم سنایا ہے......

(۹) حدیث کو بیان کرنے کے بعد فوراً اس پر عمل بھی کروایا گیا...... یعنی تمام صحابہؓ نے وہیں پر مولا علیؑ کی بیعت کی۔

(۱۰) ایک نہ ماننے والے کو وہیں اللہ کی طرف سے عذاب بھی دیا گیا۔ آسمان سے ایک پتھر اس طرح سے اس کے سر پر گرا کہ وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔

(۱۱) اس حدیث کو سب سے زیادہ چھپایا گیا۔ غلط واقعات کے ساتھ اس کو جوڑا گیا۔ لفظ 'مولا' کے مختلف ترجمے کر کے اس کے معنوں کو بدلنے کی کوششیں کی گئیں...... لیکن یہ اللہ کے حکم سے آج بھی زندہ ہے اور کسی

کو اسے غلط کہنے یا اس سے انکار کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

(۱۲) جس روز یہ حدیث بیان ہوئی۔ اُسے آئمہ معصومینؑ نے روز عید قرار دیا...... آج بھی اٹھارہ ذوالحجہ کو مومنین عید کی طرح اس دن کو مناتے ہیں۔

(۱۳) مولا علیؑ نے اس حدیث کو ثبوت کے طور پر پیش کر کے خود کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جانشین اور خلیفہ بلافصل ہونے کو ثابت کیا۔

(۱۴) اس حدیث کو چھپانے والے صحابی کو بھی سزا ملی۔ ان کے چہرے پر ایک ایسا نشان بن گیا۔ جسے چھپانے کے لئے انہیں نقاب پہننی پڑتی تھی۔

"آخری حج":

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کے بعد مختلف اسباب اور وجوہات کی وجہ سے حج کا فریضہ ادا نہیں کیا تھا۔ مگر جیسے ہی حالات ٹھیک ہوئے...... امن وامان قائم ہوگیا...... اسلام دور دور تک پھیل گیا۔ تو ۱۰ ھ میں حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد نبوی میں اعلان کیا کہ وہ اس سال حج پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو لوگ ان کے ساتھ اس سعادت میں شریک ہونا چاہتے ہیں۔ وہ تیاری کرلیں۔

لوگ کب سے اس انتظار میں تھے۔ جیسے ہی یہ خبر پھیلی لوگ بیتاب ہوگئے۔ ان کے دل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ چلنے کیلئے

تڑپنے لگے...... ان کی روحیں بیقرار ہوگئیں...... ہر ایک چاہتا تھا کہ وہ اس سعادت سے محروم نہ رہ جائے۔

۲۶ ذیعقد ہفتے کے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غسل فرما کر سفید اُجلی تہبند باندھ کر چاندنی جیسی صاف وشفاف چادر شانوں پہ ڈالی اور ننگے پاؤں چل پڑے۔ یہ وہ لباس ہے۔ جو حج کیلئے کوئی بادشاہ ہو یا فقیر اس کو پہننا پڑتا ہے۔ آپؐ پیدل چلتے ہوئے شہر سے باہر تشریف لائے تو کارواں تیار تھا۔

عرب کے ہر حصے سے مسلمان امنڈے چلے آ رہے تھے۔ فضاؤں، ہواؤں، اور وادیوں سے ''اللھم لبیک' کی گونج اس طرح سنائی دے رہی تھی۔ جیسے زمین کا ذرہ ذرہ یہی پکار رہا ہو۔ مختلف علاقوں سے چھوٹے قافلے آ آ کر اس مقدس کاروان میں شریک ہو رہے تھے۔ یہاں تک کہ مکہ پہنچتے پہنچتے ان کی تعداد ایک لاکھ سے بھی اوپر ہوگئی۔ اللہ کے آخری رسولؐ کی قیادت میں مسلمانوں نے والہانہ انداز میں مناسک حج ادا کیئے۔ انسانوں کے اس ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی صدائیں آسمان کو چھو کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامیابی کا اعلان کر رہی تھیں۔ ان کی عظیم جدوجہد کو خراج تحسین پیش کر رہی تھیں۔

کبھی وہ وقت تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ لیکن آج ہر طرف اسلام کا جاہ وجلال تھا۔ جو ان کی محنتوں کا ثمر تھا۔ حضور ختمی مرتبت کا دل اللہ کی بارگاہ میں شکر کے سجدے گزار رہا تھا۔

مشہور صحابی حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں۔

"میں نے آنکھ اُٹھا کر دیکھا۔ تو آگے پیچھے، دائیں بائیں...... جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی۔ آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ جب آنحضرتؐ لبیک کہتے تھے۔ تو چاروں طرف سے مسلمانوں کی آوازوں سے پہاڑ اور صحرا گونجنے لگتے تھے۔"

مولا علیؑ ان دنوں یمن میں تھے۔ وہ حاجیوں کا ایک بڑا قافلہ لیکر حضورؐ ختمی مرتبت کے کارواں میں شریک ہوئے۔ مناسک حج کی ادائیگی کے بعد حضور سرور کائنات نے وہ مشہور خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو قیامت تک حقوق انسانی کی عظیم دستاویز ہے۔ جسے 'خطبہ حجۃ الوداع' کہتے ہیں۔

'حج سے واپسی'

حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانۂ خدا کو الوداع کہا اور اپنے کاروان کے ساتھ مدینے کی طرف واپسی کا سفر شروع کیا۔ تیرہ میل کا فاصلہ اللہ کی حمد وثنا کرتے ہوئے طے ہوا۔ جمعرات کا دن تھا۔ اٹھارہ ذوالحجہ کی تاریخ تھی۔ قافلہ ایک مقام پر پہنچا۔ جسے 'جحفہ' کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مقام تھا۔ جو چوراہے کی طرح سے تھا۔ جحفہ تک تو تمام حاجی اکٹھے آتے تھے۔ لیکن یہاں سے راستے مختلف علاقوں کی طرف جاتے تھے۔ یعنی مدینہ، مصر، عراق، شام وغیرہ...... لہٰذا حاجی اس جگہ سے اپنے اپنے علاقوں کی طرف روانہ ہو جاتے تھے۔

ایک لاکھ یا سوا لاکھ کا مجمع کچھ کم تو نہیں ہوتا...... لوگ اپنے اپنے راستوں پر روانہ ہوئے تو تمام راستے لوگوں سے بھرے ہوئے تھے۔ جن کی سواریاں تیز رفتار تھیں۔ وہ کافی آگے نکل گئے۔ ہجوم کی وجہ سے جو لوگ زیادہ تیزی سے سفر نہیں کر پا رہے تھے۔ ان کی رفتار آہستہ تھی۔

وحی آتی ہے:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی ڈیڑھ دو میل کا سفر ہی طے کیا تھا اور غدیر کے مقام پر پہنچے تھے کہ جبرئیل امین سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۶۷ لے کر تشریف لائے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

> "اے رسولؐ......!! جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے آپ پر نازل ہو چکا ہے۔ اسے مکمل طور پر لوگوں تک پہنچا دیجئے۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا...... تو گویا آپ نے رسالت کا کوئی کام نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا...... بیشک اللہ کفر کرنے والوں کی ہدایت نہیں کرتا۔"

(سورہ مائدہ آیت نمبر ۶۷ پارہ)

اللہ نے قرآن پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صرف دو مرتبہ یا ایھا الرسولؐ یعنی اے رسول کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔ ورنہ رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی مزمل، کبھی مدثر، کبھی یاسین اور کبھی طٰہٰ جیسے پیارے ناموں سے پکارا گیا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبت کے نام

ہیں۔لیکن جہاں رسالت کی کوئی بہت ہی اہم بات کہنی ہوتی ہے۔وہاں ''یا ایھا الرسولؐ'' کہہ کر حکم دیا جاتا ہے۔

اس آیت کا تو لہجہ بھی سخت ہے۔ جو پہلے کبھی اختیار نہیں کیا گیا......

اور اس میں سب سے زیادہ غور کرنے والی بات یہ ہے کہ اللہ فرما رہا ہے کہ اگر آپ نے یہ حکم لوگوں تک نہ پہنچایا۔تو آپ نے رسالت کا کوئی کام نہیں کیا......

حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رسالت کی تبلیغ میں جتنی مشکلیں اُٹھائیں......جتنی تکلیفیں برداشت کیں۔وہ سب اللہ کے علم میں تھیں۔لیکن پھر بھی اللہ یہ فرما رہا ہے کہ اگر آپ نے یہ حکم نہ پہنچایا......تو رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا......اس سے اُس خاص حکم کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حکم پہنچانا اس قدر ضروری تھا کہ اللہ نے اس کے لئے یہ انداز اختیار کیا......اور اس کے بعد اللہ فوراً فرماتا ہے کہ اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

آیت کے اس حصے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً اس وقت لوگوں کی طرف سے کوئی بڑا خطرہ یا شرارت کا اندیشہ محسوس کر رہے تھے۔جس پر اللہ نے ان کو تسلی دی ہے کہ اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

اس آیت کی تفسیر میں بڑے بڑے علماء نے لکھا ہے کہ یہ وہ وقت تھا۔ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین کے تمام احکامات خطبہ حجۃ الوداع میں اُمت تک پہنچا چکے تھے۔تمام مشکلات سے گزر چکے تھے۔اس آخری حج پر لوگ ایک لاکھ سے بھی اوپر آئے تھے۔گویا اسلام دُور دُور تک پھیل چکا تھا......

مگر کوئی بہت ضروری بات رہ گئی تھی۔جس کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کو تاکید کی جارہی تھی کہ اُسے اُمت تک ضرور پہنچائیں۔ اگر وہ نہ پہنچائی۔ تو رسالت کا کوئی کام ہی نہیں کیا۔ یہ بات، یہ ضروری حکم کیا تھا...... یہ 'خطبہ غدیر' میں واضح ہوا۔

غدیر خُم:

'غدیر' کے معنے تالاب یا چشمے کے ہیں۔ جو خشک ہو چکا ہو...... خُم اس وادی کا نام ہے۔ جہاں کی نشیبی زمین پانی کا چشمہ ہونے کی وجہ سے 'غدیر' کہلاتی تھی۔ اسی لئے اس علاقے کو 'خم غدیر' کہا جاتا ہے۔ یہ مقام جحفہ سے تقریباً میل ڈیڑھ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

موذن رسول کی پکار:

رسولؐ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حج کرنے کی سعادت حاصل ہونے کی خوشی میں تمام لوگ تیز تیز قدم اُٹھاتے اپنے اپنے علاقوں کی طرف جانے والے راستوں پر گامزن تھے کہ اچانک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موذن حضرت بلالؓ کی مانوس آواز سنائی دینے لگی۔

"حی علی خیر العمل......!! حی علی خیر العمل......!! عمل خیر کی طرف آؤ......! عمل خیر کی طرف آؤ......!! بہت سے لوگ دُور نکل چکے تھے۔ لیکن ان کو بھی حضرت بلالؓ کی آواز بالکل صاف سنائی دے رہی تھی۔ جو جو اس آواز کو سُنتا تھا۔ چونک کر رُک جاتا تھا اور غور سے سننے لگتا تھا......

پھر وہ اپنے ساتھیوں سے پوچھتا کہ انہیں کیوں واپس بُلایا جا رہا ہے......؟ مگر کسی کو بھی اس کی خبر نہیں تھی۔ کہ کیا معاملہ ہے؟

پانچ گھڑی دن گزر چکا تھا۔ ظہرین کا وقت قریب تھا۔ زیادہ تر لوگوں کا یہی خیال تھا کہ انہیں نماز کیلئے بُلایا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اقتداء میں ایک اور نماز پڑھنے کے شوق میں سب نے اپنے قدموں کو تیز کیا اور پلٹ پلٹ کر واپس جحفہ کی طرف آنے لگے۔ جو پیچھے تھے۔ وہ بھی ان کے ساتھ آ کر مل گئے۔ ایکبار پھر حج ایسا اجتماع 'غدیرِ خُم' میں اکٹھا ہونے لگا۔ کیونکہ سب نے دیکھ لیا تھا کہ رسول ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یہیں پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔

نماز ظہر:

بہت سخت گرمی تھی اور سورج سر پر تھا۔ ریتلے علاقے میں دُور دُور تک سبزے یا درخت کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔ بس کہیں دُور دُور سوکھے ہوئے درخت تھے۔ جن پر بعض لوگوں نے چادریں ڈال کر سائبان سا بنا لیا تھا۔۔۔۔۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی طرف سے ہدایات مل رہی تھیں سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر اطمینان سے بیٹھ جائیں۔۔۔۔۔ پہلے نماز ادا کی جائے گی۔۔۔۔۔ اس کے بعد اللہ کا ایک ضروری پیغام پہنچایا جائے گا۔۔۔۔۔ اس خطاب کیلئے ایک منبر بھی بنایا جائے گا۔

حضرت بلالؓ نے اذان دی۔۔۔۔۔ صفیں باندھ لی گئیں۔۔۔۔۔ ببول کے چند پیڑوں کے نیچے کی جگہ صاف کر کے وہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا مُصلیٰ بچھا دیا گیا۔ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے نماز کی امامت کرائی۔

منبر کی تیاری:

اللہ کا ایک بے حد اہم پیغام مسلمانوں تک پہنچایا جانے والا تھا۔ مسجد میں تو منبر موجود ہوتا تھا۔ جس پر تشریف لے جا کر احکامات بیان کیے جاتے تھے۔ تا کہ دُور بیٹھے ہوئے لوگ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی زیارت کر سکیں اور ان تک آواز بھی پہنچ جائے۔ لیکن یہاں اس صحرا میں تو منبر مہیا نہیں ہو سکتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دُنیا کا سب سے انوکھا اور تاریخی منبر بنانے کا حکم دیا۔ جو اس سے پہلے نہ کبھی بنایا گیا تھا۔ نہ آئندہ کبھی بنایا گیا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت کے مطابق پتھر کی بھاری سِلوں کو ایک دوسرے پر رکھا گیا۔ اس پر اونٹوں کے پالانوں کو اوپر نیچے رکھ کر ایک اتنا اونچا منبر بنالیا گیا کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تشریف لے گئے...... تو ان کا نورانی چہرہ دُور دُور تک پھیلے ہوئے سوا لاکھ صحابہ کو صاف نظر آ رہا تھا۔ جب حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمانا شروع کیا۔ تو اللہ کے حکم نے ان کی آواز وہاں موجود ایک ایک فرد تک پہنچی۔ اس بارے میں کہیں کوئی شکایت نہیں ملتی کہ کسی نے کہا ہو کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنائی نہیں دی تھی۔

محدثین کی خطبۂ غدیر سے بے نیازی:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام خطبات، ہدایات، ارشادات اور بیانات جو مختلف مواقع پر ارشاد فرمائے۔ وہ تمام کے تمام محفوظ

رہے...... مگر خطبہ غدیر جو ایک بے حد اہم خطبہ ہے۔ نہ جانے کیوں اس کی طرف سے اتنی لاپرواہی برتی گئی۔ کہ اگر ہم اس خطبے کو مکمل دیکھنا چاہیں...... تو اس کے لئے بڑی محنت کرنی پڑے گی۔ کیونکہ اسے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ یوں جیسے اس کی کوئی اہمیت نہ ہو...... علی متقی نے کنز العمال میں، ابن حجر عسقلانی نے اصابہ میں، خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں، احمد حنبل نے اپنی مسند میں اور حاکم نے مستدرک وغیرہ میں اور بھی بہت سے علماء نے اپنی کتابوں میں اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے نقل کیئے ہیں۔ اگر انہیں جوڑ کر مکمل خطبے کی شکل بنانا چاہیں تو نہیں بنتی۔

"خطبہ غدیر کے محافظ":

لیکن تاریخ میں حق اور سچ لکھنے والے ایسے مورخین بھی ہیں۔ جنہوں نے خطبہ غدیر کو سینے سے لگا کر رکھا۔ "اُسے سر آنکھوں پر جگہ دی۔ اور اپنی قابل قدر کتابوں میں اسے مکمل درج کیا۔ ان میں محمد ابن فتال نیشاپوری نے روضۃ الواعظین میں، طبرسی نے الاحتجاج میں سید ابن طاؤس نے اقبال الاعمال میں، علامہ باقر مجلسی نے بحار الانوار میں مکمل خطبے کو نقل کیا ہے۔

میدان غدیر:

خطبہ غدیر سے تعلق رکھنے والی ایک ایک چیز بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ لہٰذا وہ میدان جہاں یہ عظیم الشان خطبہ دیا گیا۔ اس کی بھی خاص اہمیت ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔

(۱) غدیر ایک مرکزی علاقہ تھا۔ جہاں مختلف علاقوں کے راستے آ کر ملتے تھے۔ اس کے قریبی علاقے، غدیر اغراف، غدیر عروس اور غدیر سلمان کے چرچے ہر طرف تھے۔ جہاں میلے ٹھیلے لگتے تھے۔ لوگ ان میں شرکت کرنے کیلئے دُور دُور سے کھینچے چلے آتے تھے۔

(۲) غدیر کے مغرب اور شمال میں پرانے شہروں کے آثار اور کھنڈرات تھے۔ ان میں پتھروں سے بنی دیواریں، ٹوٹے پھوٹے قلعے اور محلوں کے آثار نظر آتے ہیں۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ غدیر کا علاقہ کسی دور میں تہذیب وتمدن کا مرکز رہا تھا۔

(۳) اس کی سب سے بڑی وادی میں پہاڑوں کے سینے سے ایک موٹی چشمہ اُبلتا ہے۔ جو وادی میں اپنا راستہ بناتا غدیر خُم تک آ جاتا ہے۔ گویا یہاں ایک قدرتی سبیل بھی موجود ہے۔

(۴) مصر، شام اور عراق کی طرف سے آنے والے حاجیوں کے لئے یہ میقات ہے۔ یعنی یہ لوگ یہیں سے احرام باندھتے ہیں۔

(۵) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔ تو اسی جگہ قیام فرمایا تھا۔ اب اس خاص موقعے پر بھی آپ یہیں ٹھہرے اور وحی الٰہی کے ذریعے اس مقام سے ہی یہ خاص پیغام پہنچانے کا حکم ملا۔

(۶) اس مقام پر ہی اللہ نے اپنی وحی کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین، ان کے وصی اور ان کے وارث کے نام کا اعلان کروایا۔ تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اپنے بعد اُمت کو بغیر کسی راہبر اور پیشواء کے چھوڑ دیا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہ کے سامنے یہ اعلان کر دیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام تر اختیارات ان کے بعد مولا علی علیہ السلام کو حاصل ہوں گے...... صحابہ نے مبارکباد دی۔ اور بیعت کی۔

(۷) دُنیا میں یہ طریقہ ہمیشہ سے رہا ہے کہ اچھی باتوں اور مفید کاموں کی یادگاریں بنائی جاتی ہیں۔ تاکہ آنے والی نسلیں ان یادگاروں کو دیکھ کر اس وقت، اس کام یا اچھی بات کو یاد رکھیں اور یہ نشانی ہمیشہ کیلیے اس خاص بات کو یاد رکھنے کا ذریعہ بنے...... تو جیسے ہی غدیر کا یہ عظیم جشن ختم ہوا۔ وہاں یادگار کے طور پر ایک مسجد تعمیر کر دی گئی۔ جس کا نام 'مسجد النبیؐ' رکھا گیا...... عوام اسے مسجد رسولؐ اور مسجد غدیر خُم بھی کہتے تھے۔

اس مسجد کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ اس مسجد میں عبادت و دُعا منظور و مقبول تھی۔ ہمارے تین آئمہ اطہار امام محمد باقر علیہ السلام، امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس مسجد میں نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے۔

حسان جمال کہتے ہیں...... "ایک دفعہ ہمارے چھٹے امام جعفر صادق علیہ السلام حج کے سلسلے میں ہمارے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ جب ہمارا قافلہ مسجد غدیر کے پاس پہنچا تو آپؑ نے مسجد کے بائیں طرف اشارہ کر کے فرمایا...... "دیکھو......!! یہ وہ جگہ ہے۔ جہاں رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

کھڑے ہو کر ان لفظوں میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کی جانشینی کا اعلان فرمایا تھا......

"مَنْ کُنْتُ مولاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ. اَللّٰھُمَّ وَآلِ من وَّالاہُ وَ عَادِ مَنْ عاداہُ" (وسائل الشیعہ)

امام جعفر صادق علیہ السلام تمام قافلے والوں کے دل و دماغ میں اس مسجد کی خصوصیت کو راسخ کر دینا چاہتے تھے۔ تاکہ ولایت مولا علیؑ کے ساتھ ان کی وابستگی قائم رہے۔ ہمارے تمام فقہا اور محدثین نے اس مسجد میں نماز پڑھنے کو فضیلت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے......

"حج کی سعادت حاصل کرنے والوں کو مسجد غدیر خم میں دو رکعت نماز ضرور بجالانی چاہیے" (جواہر الکلام)

مگر افسوس کہ جہاں اہلبیت سے متعلق اور نشانیوں کو مٹا دیا گیا ہے۔ اسی طرح اس مسجد کو بھی مٹی کا ڈھیر بنا دیا گیا ہے۔

اعلان غدیر کی اہمیت:

یہ عظیم الشان اجتماع چونکہ اللہ کے حکم سے منعقد ہوا تھا۔ اس لئے عام واقعات کی طرح یہ بھلایا نہیں جا سکا...... تیرہ سو سال سے یہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس کو نظر انداز کرنے کی تو بہت کوششیں ہوئیں۔ لیکن کسی کو انکار کرنے کی جرأت نہیں ہوئی...... کوئی اس سے انکار کر بھی نہیں سکتا کہ قرآن پاک کی پانچ آیتیں اسی موقع پر اتری ہیں۔ اور قرآن پاک کو جھٹلانے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔

(۱) سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۶۷ جسے آیہ بلغ بھی کہا جاتا ہے۔ جس میں

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام پہنچانے کی تاکید سختی سے کی گئی ہے۔

(۲) سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۳ جس میں دین کے مکمل ہونے کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ جس کے بارے میں سولہ تا سو علماء نے اپنی مشہور کتابوں میں لکھا ہے کہ جب حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے حکم پر مولا علیؑ کی جانشینی کا اعلان فرما چکے۔ تو یہ آیت اتری.....

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً ط

ترجمہ: آج ہم نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں مکمل کر دیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسندیدہ دین قرار دیا۔"

(۳) سورۂ معارج کی پہلی تین آیات اتریں۔ جن میں ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جس نے عذاب مانگا اور اس پر عذاب نازل کیا گیا۔ تیس سے زیادہ مفسروں اور تحقیق کرنے والوں نے اپنی مشہور کتابوں میں اس واقعے کا تذکرہ کیا ہے۔ کہ جب روز غدیر مولا علیؑ کی ولایت کا انکار کرنے والے نے عذاب مانگا اور اسی وقت اس کا شکار ہوا۔

'میدان غدیر کے کچھ یادگار مناظر':

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ کے پالانوں کے منبر پر تشریف

لے گئے۔ سب کی نگاہیں ان کے خوبصورت نورانی چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔ سب کے دل دھک دھک کر رہے تھے کہ بھلا دیکھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسی کیا ضروری بات فرمانے والے ہیں۔ جس کے لئے آگے نکل جانے والوں کو پیچھے بلایا گیا ہے۔ پیچھے والوں کو جلدی سے سب میں شامل ہونے کیلئے کہا گیا۔ اور اب سوا لاکھ صحابہؓ کے عظیم اجتماع کے سامنے کوئی اہم اعلان ہونے والا تھا۔ جس کا سب بڑی بیتابی سے انتظار کر رہے تھے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سب کو مخاطب کیا۔ اُن کی آواز ایک ایک تک پہنچی...... اللہ کی حمد وثنا کے بعد آپؐ نے فرمایا:

"اے لوگو۔! میں اللہ تعالیٰ کے حکم کو سنتا ہوں۔ اس پر عمل کرتا ہوں۔ میں اللہ کی مرضی کا پابند ہوں۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے۔ میں اس کو بجا لاتا ہوں۔ میں عنقریب اللہ تعالیٰ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے۔ تمہارے درمیان سے اٹھنے والا ہوں۔ میں اللہ کے سامنے جواب دہ ہوں۔ اور تم بھی جواب دہ ہو...... تم میرے بارے میں کیا گواہی دو گے......؟؟؟

تاریخ لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس سوال پر ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہؓ میں سے پہلے ایک بولا...... اور اس کے ساتھ سب کی آوازیں مل کر دُور دُور تک پھیل گئیں۔

"یا رسولؐ اللہ! ہم گواہی دیں گے۔ کہ آپ نے فریضہ رسالت انجام دیا۔ ہماری ہدایت کیلئے پوری کوشش کی۔ اللہ

آپ کو جزائے خیر دے۔"......

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پھر سوال کیا۔

"کیا تم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، میری رسالت، روز قیامت اور مُردوں کے قبر سے اُٹھنے کی گواہی دیتے ہو......؟؟

سب لوگ ایک آواز ہو کر بولے۔

"یارسول اللہ! ہم سب اس کی گواہی دیتے ہیں"......

رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔"اے اللہ تو گواہ رہنا......" پھر سب کی طرف متوجہ ہوئے۔

"کیا تم سب میری آواز سُن رہے ہو......؟؟

لوگوں نے فوراً جوابدیا......"جی ہاں"......!!!

اتنا بڑا مجمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کو صاف صاف سُن رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خطبہ شروع کیا۔ تو سوا لاکھ کا اجتماع بالکل خاموش ہو کر ہمہ تن گوش ہو گیا۔ کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ صرف ہوا چلنے کی ہلکی ہلکی آواز آ رہی تھی۔ حضور ختمی مرتبت نے فرمایا:

'حوض کوثر'

"اے لوگو......! میں حوض کوثر پر تم سب سے پہلے پہنچوں گا۔ تم بعد میں آؤ گے۔ حوض کوثر کی چوڑائی اتنی ہو گی۔ جتنا صنعاء سے لیکر بصریٰ تک کا راستہ ہے۔ (یمن سے شام تک کا درمیانی راستہ) اس کے چاندی کے خوبصورت جام اور پیالے اتنے ہیں۔ جن کا کوئی شمار ہی نہیں...... جیسے آسمان

کے ستارے ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ میرے بعد تم دو بے حد قیمتی چیزوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو......؟؟

"دو قیمتی چیزیں":

اس موقع پر لوگوں میں سے ایک شخص نے بلند آواز میں پوچھا۔
"اللہ کے رسولؐ اُن دو گراں بہا چیزوں (ثقلین) سے آپ کی کیا مُراد ہے۔"؟؟

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
"ایک بے حد قیمتی چیز تو اللہ کی کتاب ہے۔ جس کا ایک سرا اللہ کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں...... اس کو مضبوطی سے تھامے رہو...... تاکہ گمراہ نہ ہو جاؤ...... اور دوسری بیش قیمت چیز...... میری عترت، میرے اہلبیت ہیں۔ مجھے خدائے لطیف وخبیر نے بتایا ہے۔ کہ یہ دونوں میرے پاس حوض کوثر پر پہنچنے تک ایک دوسرے سے الگ نہیں ہونگے۔ یہ ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔ تم ان سے آگے نکلنے یا پیچھے رہ جانے کی کوشش نہ کرنا۔ اس کوشش میں تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔""

"علیؑ مولا ہیں":

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر جتنا اونچا کر سکتے تھے۔ اتنا اونچا کیا اور اس کے بعد اس عظیم الیشان اجتماع سے اس طرح

خطاب فرمایا۔

"اے لوگو......!! بتاؤ تو سہی کہ مومنین پر خود ان سے زیادہ اختیار کس کو حاصل ہے......؟؟؟

لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا...... "یہ اللہ اور اس کا رسولؐ زیادہ بہتر جانتے ہیں......"

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا۔

"خدا میرا مولا ہے۔ میں ایمان والوں کا مولا ہوں۔ خود ان سے زیادہ ان پر اختیار رکھتا ہوں۔ پس جس جس کا میں مولاؐ ہوں۔ اس اس کے یہ علیؑ بھی مولا ہیں"......

'بار بار تاکید':

تاریخوں میں لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جملے کو تین مرتبہ دوہرایا...... مگر امام احمد بن حنبل ارشاد فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جملے کو چار مرتبہ دوہرایا۔ سب کو یہ معلوم ہے کہ جب کوئی بات ذہن نشین کرانی ہوتی ہے...... تو اُسے بار بار دہرایا جاتا ہے تاکہ سب کو سمجھ آ جائے اور سب کو پتہ چل جائے کہ یہ بہت ضروری اور لازمی ہے۔ بار بار دہرائی جانے والی بات دماغ میں بیٹھ بھی جاتی ہے۔ لہٰذا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان جملوں کو چار بار دوہرایا۔

"خدا میرا مولا ہے۔ میں ایمان والوں کا مولا ہوں اور خود ان سے زیادہ ان پر اختیار رکھتا ہوں۔ پس جس جس کا میں مولاؐ ہوں اس اس کے یہ علیؑ بھی مولا ہیں۔"

'صحابہؓ کا جوش وخروش':

نامور مورخ ابن جریر طبری نے اپنی کتاب 'الولایہ' میں مشہور صحابیؓ زید بن ارقم کی زبانی بیان کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبے کے آخر میں یہ بھی ارشاد فرمایا۔

> ''مسلمانو......!! کہو ہم آپ سے اس بات کا عہد کرتے ہیں۔ زبان دیتے ہیں...... ہاتھ سے بیعت کرتے ہیں۔ کہ ہم اس امانت کو ہم اپنی اولاد اور اپنے خاندان تک پہنچائیں گے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کریں گے۔ آپ ہمارے اس عہد او اقرار کے گواہ رہیں۔ اس کے لئے خدا کی گواہی کافی ہے۔''

> ''اے لوگو...... جو کچھ میں نے کہا ہے۔ اسکو دوہراؤ اور علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو۔''

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری جملے کے ساتھ ہی لوگ جوق در جوق منبر کی طرف بڑھے...... سب بلند آواز سے کہتے جارہے تھے۔

> ''یارسول اللہؐ......! ہم دل و جان سے اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم بجالائیں گے۔''

انہوں نے مبارک، مبارک کے شور کے ساتھ مولا علیؑ کی بیعت کرنی شروع کردی۔ ان میں آگے بڑھ کر بیعت کرنے والوں میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، طلحہ اور زبیر وغیرہ تھے۔ جنہوں نے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر

زبان سے اقرار کر کے بیعت کی۔ لوگ اسی طرح شوق اور خوشی سے آگے بڑھ بڑھ کر بیعت کرتے رہے اور یہ تقریب تین دن تک جاری رہی۔

'دین مکمل ہوگیا'

تمام احکامات نازل ہونے کے باوجود جب تک مولا علیؑ کی جانشینی کا اعلان نہیں ہوگیا۔ دین اسلام نامکمل تھا...... جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیغام پہنچا کر بیعت لے لی۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرئیل امین کو سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۳ دے کر بھیجا گیا۔

"آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کر دیا......"

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا فرض ادا کر دیا کہ اُن کے بعد اُمت کی رہنمائی کرنے کیلئے ایک نہیں بارہ رہنماؤں کے بارے میں اعلان کر دیا۔ جو مسلمانوں کو سیدھے راستے پر چلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اللہ کی جانب سے انہیں ہادی بنایا گیا ہے۔ اس اعلان کے ساتھ دین مکمل ہوگیا۔

'غدیر کو خراج تحسین':

غدیر کا واقعہ تاریخ اسلام میں ایک ایسا بے مثال واقعہ ہے کہ تاریخ دانوں کے علاوہ ادیبوں اور شاعروں نے اسے اپنے فن کا موضوع بنایا ہے۔ اس پر بے شمار قصیدے لکھے گئے۔ جس سے ادب میں غدیر کے بارے میں بہت بڑا خزانہ اکٹھا ہوگیا ہے۔ ان میں صرف مسلمان ہی نہیں۔ جنہوں نے یہ خراج

تحسین پیش کیا۔ بلکہ دیگر مذاہب کے لوگوں نے بھی اسمیں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

(۱) تیسری صدی ہجری میں آرمینیا کے مشہور شاعر بقراط واسق نصرانی نے اس پر بہترین قصیدے کہے۔

(۲) زیجا بن اسحٰق کا کلام بھی یادگار ہے۔

(۳) ابو یعقوب نے بھی بہترین عقیدت بھرے اشعار کہے ہیں۔

(۴) پچھلی صدی کے نامور ادیب عبدالمسیح انطاکی جن کا تعلق مصر سے تھا۔ انہوں نے واقعہ غدیر پر ایک شاہکار ''القصیدۃ العلوۃ'' کے نام سے لکھا۔جس میں پانچ ہزار پانچ سو پچانوے اشعار ہیں۔

(۵) لبنان کے مقبول شاعر جسٹس پولس سلامہ نے ''ملحمۃ الغدیر' کے نام سے تین ہزار پچاسی اشعار پر مشتمل قصیدہ لکھا ہے۔

'حدیث متواتر'

جب کوئی حدیث مسلسل بیان ہوتی رہے۔ اس میں کبھی شک نہ کیا گیا ہو۔ تو اُسے حدیث متواتر کہتے ہیں۔ 'حدیث غدیر' بھی حدیث متواتر ہے...... یہ ہر دور میں مسلسل بیان ہوتی رہی ہے۔ حالانکہ حکومتوں کی سختیاں اور ظلم و ستم برابر ہوتے رہے۔ لیکن اللہ نے اس کو ہمیشہ زندہ رکھا، ہر دور میں زندہ رکھا۔ آج بھی یہ زندہ و تابندہ ہے اور انشاء اللہ قیامت تک زندہ رہے گی۔

'ہر کتاب کی زینت':

حدیث غدیر ہر صدی میں بڑے بڑے علماء اور مفسروں کی کتابوں کی

شان بڑھاتی رہی ہے۔ ہم مختلف ادوار میں اس کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔ ورنہ اسکی فہرست بہت طویل ہے۔

سلسلۂ فاطمیات:

حدیث غدیر کو بیان کرنے والا یہ ایک ایسا پاکیزہ سلسلہ ہے۔ جس میں تمام وہ خواتین شامل ہیں۔ جن کا نام فاطمہ ہے اور سب کا تعلق اہلبیتؑ سے ہے۔ ہمارے آئمہ معصومین کا یہ طریقہ تھا کہ وہ اپنی بیٹیوں کے نام فاطمہ رکھتے تھے۔ امام حسین علیہ السلام کی تمام بیٹیوں کے نام فاطمہ اور بیٹوں کے علی تھے۔ مولا حسینؑ فرماتے تھے کہ اگر میرے سو بیٹے اور بیٹیاں ہوں۔ تب بھی میں اُن کا نام یہی رکھوں گا۔

روایت کا یہ مقدس سلسلہ جناب سیدۃؑ سے شروع ہو کر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی بیٹی معصومہ قم جناب فاطمہؑ سلام اللہ علیہا تک جاتا ہے۔ اہلبیتؑ کا یہ دستور تھا کہ حدیث غدیر اور جناب سیدۃؑ کا مسجد نبوی میں دیا ہوا خطبہ سب کو یاد کروایا جاتا تھا۔

اصحاب اور ازواج:

حدیث غدیر کو بیان کرنے والوں میں ایک سو دس (۱۱۰) نام صحابہ اور ازواج کے ملتے ہیں...... جن میں کچھ لکھے جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت عائشہ، انسؓ بن مالک، حضرت ابوذرؓ غفاری، حضرت جابرؓ ابن عبداللہ انصاری، حضرت ابو ایوب انصاری، سعد بن ابی وقاص، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت عمار یاسرؓ، عبداللہ ابن عمر، خالد بن ولید، حضرت عباس بن

عبدالمطلب، حذیفہ یمانی، عبداللہ ابن عباس، حضرت اُم سلمٰی، اسما بنت عمیس، اُم ہانی بنت ابوطالبؑ، حسان بن ثابت وغیرہ۔

'تابعین':

تابعین ان بزرگ ہستیوں کو کہتے ہیں۔ جنہوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ تو نہیں دیکھا۔ مگر اصحابؓ کے ساتھ ان کا رابطہ رہا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ تابعین میں تقریباً چوراسی (۸۴) بڑے نام ملتے ہیں۔ جنہوں نے حدیث غدیر کو بیان کیا ہے۔ ان میں سے، کچھ نام یہاں لکھے جاتے ہیں۔

عمر بن عبد العزیز، عامر بن سعد بن ابی وقاص، سعید بن جبیر اسدی، سالم بن عبداللہ ابن عمر، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، اصبغ بن نباتہ کوفی، ابولیلی کندی، ابوبکر مخزومی، ابو راشد جرائی، عدی بن ثابت انصاری، یزید بن ابی زیاد کوفی وغیرہ۔

'حدیث غدیر ہر صدی میں'

حدیث غدیر ہر صدی میں علماء مفسر، دانشوروں اور ادیبوں کی زبان پر رہی ہے۔ اسلام کے ہر فرقے کی ممتاز شخصیتیں اس کو بیان کرتی رہی ہیں۔ غیر مسلم ان کے علاوہ ہیں۔ پہلی صدی ہجری کے آخر تک 'تبع تابعین' یعنی جنہوں نے تابعین کا زمانہ دیکھا اور ان کی شاگردی کی۔ موجود تھے، ان کے بعد یہ سلسلہ آگے بڑھتا رہا...... کبھی رُکا نہیں۔ پانچویں صدی کے ایک مشہور عالم حافظ

ابو العلاء العطار الہمدانی حدیث غدیر کو دو سو پچاس راویوں (۲۵۰) سے بیان کرتے تھے۔

دوسری صدی ہجری:

محمد بن مسلم ابوبکر قریشی زہری، یحیٰ بن سعید کوفی، محمد بن اسحاقؒ مدنی، سفیان بن سعید ثوری، سفیان بن عینیہ ابو محمد الہلالی کوفی۔

تیسری صدی ہجری:

محمد بن ادریس شافعی، اسحاق بن ابراہیم حنظلی، قتیبہ بن سعید بجلانی، احمد بن حنبل سیبانی، محمد بن عیسیٰ، محمد بن اسماعیل بخاری

چوتھی صدی ہجری:

احمد بن شعیب حافظ عبدالرحمٰن نسائی، محمد بن جریر طبری، علی بن عمر دار قطنی بغدادی، سلیمان بن احمد ابوالقاسم طبرانی، علی بن حسین مسعودیؒ۔

پانچویں صدی ہجری:

محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری، احمد بن موسیٰ حافظ ابن مردویہ اصفہانی، احمد بن محمد ابو اسحاق ثعلبی نیشاپوری، احمد بن حسین حافظ ابوبکر بیہقی، احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی۔

چھٹی صدی ہجری:

محمد بن محمد ابو حامد غزالی طوسی، یحیٰ بن عبدالوہاب اصفہانی، محمود بن عمر

ابو القاسم جار اللہ زمخشری، عبد الکریم بن احمد ابو سعد سمعانی، علی بن حسن ابو القاسم دمشقی جو حافظ ابن عساکر کے نام سے مشہور ہیں۔

ساتویں صدی ہجری:

محمد بن عمر ابو عبد اللہ فخر الدین رازی، یاقوت بن عبد اللہ یاقوت حموی، علی بن محمد سیبانی ابن اثیر جزری، یوسف بن عبد اللہ ابن جوزی، عبد اللہ بن عمر ناصر الدین بیضاوی۔

آٹھویں صدی ہجری

ابراہیم بن سعد الدین شیخ الاسلام خراسانی، محمد بن احمد حافظ شمس الدین ذہبی، عبد اللہ بن اسعد ابو السعادت یافعی شافعی، علی بن شہاب الدین ہمدانی، مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی۔

نویں صدی ہجری

عبد الرحمن بن محمد مغربی ابن خلدون، علی بن محمد ابو الحسن حسینی، سید شریف جرجانی، محمد بن محمد بخاری خواجہ پارسا، احمد بن مقریزی تقی الدین حسینی، احمد بن محمد حافظ ابن حجر عسقلانی۔

دسویں صدی ہجری:

عبد الرحمن بن کمال الدین حافظ جلال الدین سیوطی، علی بن عبد اللہ نور

الدین سمہودی مدنی، علی بن حسام الدین علی متقی ہندی، احمد بن محمد حافظ شہاب الدین ابن حجر ہیتمی، عطاء اللہ بن فضل اللہ حسینی، جمال الدین شیرازی۔

گیارہویں صدی ہجری:

علی بن سلطان محمد ہروی، ملا علی قاری حنفی، عبدالروف مولوی زین الدین مناوی مصری، احمد بن فضل مکی شافعی، احمد بن محمد شہاب الدین خفاجی مصری، عبدالحق بخاری دہلوی۔

بارہویں صدی ہجری:

محمد بن عبدالرسول حسینی شافعی، صالح بن مہدی عقیلی صنعانی، محمد بن معتمد خان بدخشی، محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی مصری، حامد بن علی بن ابراہیم دمشقی عمادی۔

تیرہویں صدی ہجری:

محمد بن محمد زبیدی حسینی، محمد بن علی بن صبان شافعی، محمد بن علی شوکانی صنعانی، محمود بن عبداللہ حسینی آلوسی بغدادی، سلیمان بن ابراہیم خواجہ کماں حسینی، بلخی۔

چودھویں صدی ہجری:

احمد بن زینی دحلان مکی شافعی، مومن بن حسن شبلنجی، قاضی بہلول بہجت شافعی، محمد بن محمود رافعی مصری۔

'مشہور کتابیں':

ایسی کتابوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ جن میں حدیث غدیر کو بیان کیا گیا ہے۔ ان میں چند کتابیں یہ ہیں۔

احیاء المیت مصنف سیوطی، الاستیعاب مصنف ابن عبدالبر، الاصابہ مصنف ابن حجر عسقلانی، تاریخ بغداد مصنف خطیب بغدادی، تاریخ الخلفاء مصنف سیوطی، اسنی المطالب مصنف جزری، تلخیص مصنف ذہبی، خصائص مصنف نسائی، ریاض النضرۃ مصنف محب الدین طبری، صواعق محرقہ مصنف ابن حجر مکی، روح المعانی مصنف آلوسی، مستدرک مصنف حاکم مسند مصنف احمد بن حنبل، مطالب السئول مصنف ابن طلحہ شافعی، ینابیع المودۃ سلیمان قندوزی۔

'تاریخ دان'

بہت سے مشہور تاریخ دان ایسے ہیں۔ جنہوں نے اپنی مشہور کتابوں میں حدیث غدیر اور تمام واقعے کو بیان کیا ہے۔ ان میں سے کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

بلاذری نے انساب الاشراب میں، ابن قتیبہ نے المعارف والامامہ والسیاۃ، طبری نے کتاب مفرد میں، شہرستانی نے الملل والنحل میں۔

یاقوت الحموی نے معجم الادباء میں، ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں، ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں، یافعی نے مراۃ الجنان میں ابن خلدون نے مقدمہ تاریخ میں، ابن کثیر شامی نے البدایہ والنہایہ میں ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمہ میں، دمشقی نے اخبار الدول میں عسقلانی نے تہذیب التہذیب

میں، ذہبی نے تذکرہ الحافظ میں۔

'مفسرین قرآن':

ہر دور میں مفسرین قرآن نے اپنی تفاسیر میں حدیث غدیر کو بیان کیا ہے۔ طبری، ثعلبی، واحدی، قرطبی، ابوسعود، فخر الدین رازی، نیشاپوری، جلال الدین سیوطی، آلوسی اور بہت سے شامل ہیں۔

'ارباب لغات'

ارباب لغات انہیں کہا جاتا ہے۔ جنہوں نے عربی زبان کی لغت یا ڈکشنری مرتب کی ہے۔ انہوں نے بھی اپنی لغات میں غدیر کے واقعے کو اس کے معنی کے ضمن میں بیان کیا ہے..... ان کے نام حسب ذیل ہیں:۔

مصنف	لغت
ابن درید محمد بن الحسن	جمہرۃ اللغات
ابن اثیر	النہایۃ
حموی	معجم البلدان
زبیدی حنفی	تاج العروس
نبہانی	مجموعہ نبہانیہ

'غدیر پہ مستقل تالیفات'

غدیر جیسے اہم واقعے پر بعض بڑے بڑے علماء نے مکمل کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں ہر فرقے کے نامور علماء شامل ہیں۔ خاص طور پر حنفی فرقے سے

تعلق رکھنے والے.....ان کتابوں میں سے کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) ''الولایہ فی طرق حدیث غدیر'

اس کے مصنف محمد ابن جریر طبری ہیں۔ انہوں نے پچھتر طریقوں سے حدیث غدیر کو بیان کر کے اسے صحیح سند دی ہے۔

(۲) 'من روی حدیث غدیر خُم'

اس کے مؤلف حافظ ابن عمر دار قطنی بغدادی ہیں۔ انہوں نے حدیث غدیر کو بہت سے طریقوں سے بیان کیا۔

(۳) 'الہدایہ فی حدیث الولایہ'

اس کے مصنف حافظ ابو سعید مسعود بجستانی ہیں۔ اس کتاب کے سترہ حصے تھے اور اسمیں ایک سو بیس صحابیوں سے حدیث کو بیان کیا گیا تھا۔

(۴) 'غدۃ البصیر فی حج یوم الغدیر'

اس کتاب کے مولف محمد بن علی بن عثمان کراجکی ہیں۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ آج بھی موجود ہے۔ جس کے چار سو صفحات ہیں۔

(۵) ''اسنی المطالب فی مناقب علیؑ ابن ابی طالبؑ،

یہ شمس الدین محمد دمشقی شافعی کی تالیف ہے۔ انہوں نے اس کتاب میں اسی (۸۰) طریقوں سے حدیث غدیر بیان کی ہے اور لکھا ہے کہ جو شخص اس حدیث کا انکار کرتا ہے۔ وہ جاہل اور متعصب ہے۔

۶) 'عبقات الانوار'

اس کے مصنف میر حامد حسین ابن سید محمد قلی موسوی لکھنوی ہیں۔ یہ کتاب ایک ہزار اسی (۱۰۸۰) صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ ہندوستان اور ایران

میں دو اور تین جلدوں میں چھپی تھی۔ یہ کتاب ایک مثالی کارنامہ ہے اور تمام عالم اسلام میں مشہور ہے۔

(۷) فیض القدیر فی حدیث الغدیر،

یہ تالیف مشہور عالم شیخ عباس قمی کی ہے۔ جس کے صفحات تین سو ہیں۔

(۸) ہدادالفقیر فی معنی حدیث غدیر

یہ سید مرتضیٰ تمریزی کی تصنیف ہے۔ جسے قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

(۹) من روی حدیث غدیر

یہ تالیف ابوبکر محمد بن عمر بغدادی جعابی کی ہے۔ اس میں ایک سو پچیس (۱۲۵) طریقوں اور انھتر صحابیوں سے حدیث غدیر کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱۰) علامہ امینی کا کارنامہ الغدیر

یہ کتاب علامہ عبدالحسین امینی نے بیس جلدوں میں تالیف کی ہے۔ اس میں انہوں نے حدیث غدیر کے ہر ممکن پہلو کو بیان کر کے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ یہ ایک بے حد مشہور اور قابل قدر کتاب ہے۔

علامہ امینی کی خاص مہربانی

علامہ امینی کا قول ہے کہ اس کتاب کے اجر و ثواب میں میرے ساتھ ہر وہ شخص شریک ہوگا۔ جو محمدؐ و آل محمدؐ پر صلوۃ بھیجتے ہوئے "اجل فرجھم" کہے گا۔ یہ ایک عظیم سعادت ہے۔ اسے حاصل کرنے کوشش ہر مومن کو کرنی چاہیے۔

رسول اللہؐ رونق افروز منبر:

نماز ختم ہو چکی تھی۔ مگر صحابہ کو وہیں بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔ تاکہ اللہ کا خصوصی پیغام ان تک پہنچا دیا جائے...... وسیع میدان، دوپہر کا وقت، چمکتا سُورج اور عرب کی گرمی...... دُور دُور کہیں کہیں جھاڑیاں اور ببول کے درخت تھے۔ دھوپ سے بچنے کیلئے صحابہ نے درختوں پر چادریں ڈال کر کچھ سایہ بنایا تھا۔ جن کے قریب درخت یا جھاڑیاں نہیں تھیں۔ انہوں نے اپنی عبائیں گرم زمین پر بچھا کر سروں پہ رُومال ڈال لیئے تھے۔ تاکہ موسم کی شدت سے محفوظ رہ سکیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُنیا کے سب سے انوکھے، سب سے عظیم اور تاریخی منبر پر تشریف لے گئے۔ سب سے بلند، سب سے اوپر جیسا کہ اللہ نے انہیں تمام انبیاء و مرسلین اور تمام اُمتوں سے بلند اور عظیم بنایا ہے۔ وہ سوا لاکھ صحابہؓ کے مجمعے کو صاف نظر آ رہے تھے۔ صحابہؓ کی نگاہیں انؐ کے پیارے خوبصورت اور نورانی چہرے پر تھیں اور سب بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے تھے کہ آپؐ اللہ کا کون سا ایسا ضروری پیغام پہنچانے والے ہیں۔ جس کے لئے انہیں راستے میں روک لیا گیا ہے۔ اتنے شدید موسم میں ہر ایک کو یہاں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

وحی کی زبان سے خطبہ غدیر:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اللہ نے سورہ والنجم میں صاف صاف فرما دیا ہے کہ میرا رسولؐ وہی کچھ کہتا ہے۔ جو وحی کے ذریعے

اس تک پہنچایا جاتا ہے۔ اس خطبے کو ارشاد فرمانے کیلئے بھی وحی نازل ہوئی تھی۔ سوا لاکھ اور بعض روایات کے مطابق ایک لاکھ چالیس ہزار کا مجمع کچھ کم نہیں ہوتا۔ جہاں تک نگاہ جاتی تھی۔ لوگ ہی لوگ نظر آتے تھے۔ مگر سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صاف صاف دیکھ رہے تھے۔ ہر ایک تک ان کی آواز پہنچ رہی تھی...... یقیناً ہوا کو حکم تھا۔ کہ وحی کی ترجمانی کرنے والی یہ پیاری مبارک آواز سب تک پہنچے۔

شروع اللہ کے نام سے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا خطبہ ہمیشہ اللہ کی حمد سے شروع فرماتے تھے۔ لہٰذا خطبۂ غدیر بھی اللہ کی حمد سے شروع ہوا۔

''حمد ہے اللہ کے لئے جو واحد ہے۔ سب پر غالب ہے۔ واحد ہونے کے باوجود سب سے قریب ہے۔ وہ عزت اور بزرگی والا ہے۔ زمین اور آسمانوں کی باگ ڈور اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ وہ تمام مخلوق پر احسان کرنے والا ہے۔ وہ رحیم ہے، کریم ہے، رحمٰن ہے۔ اس کی رحمت ہر چیز کو اپنے سائے میں لیئے ہوئے ہے۔ اُسے انتقام لینے اور عذاب دینے میں جلدی کرنے کی ضرورت نہیں۔''

''کوئی شخص یہ بیان نہیں کرسکتا کہ وہ کیسا ہے۔؟ نہ ہی کوئی یہ جان سکتا ہے کہ وہ کیسا ہے......؟ کوئی شے اس کے جیسی نہیں۔ وہ ہر شے کا خالق ہے۔ اس وقت سے جب کوئی

شے موجود نہیں تھی۔ وہ اپنے عدل کے ساتھ قائم ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کا نُور ہمیشہ سے ہے۔ اس کا حکم بغیر کسی کے مشورے کے نافذ ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُس نے جس چیز کے پیدا کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ ہوگئی۔ وہ ایسا عادل ہے۔ جس سے کبھی ظلم نہیں ہوتا۔ وہ بزرگ و برتر ہے۔ سب نے اس کی طرف ہی لوٹنا ہے۔"

"میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ مالک حقیقی ہے۔ وہ مالکوں کا مالک ہے۔ وہ ہر حسد کرنے والے جابر کا سر توڑنے والا ہے۔ وہ ہر سرکش شیطان کا ہلاک کرنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے...... ایک ایک بات کو جانتا ہے۔ وہ موت دینے والا ہے۔ وہ زندہ کرنے والا ہے۔ وہ ہی فقیر کر دیتا ہے۔ وہی غنی بناتا ہے۔ وہی محروم رکھتا ہے۔ وہی عطا کرنے والا ہے۔ اُسے ہر طرح کا اختیار حاصل ہے۔ وہ دُعا کا قبول کرنے والا اور نعمتوں پر نعمتیں دینے والا ہے۔ وہ ہر ایک کی سانسوں کا حساب جانتا ہے...... وہ انسانوں اور جنوں کا پروردگار ہے۔ اس کے لئے کوئی بات مشکل نہیں۔ وہ نیک بندوں کو ہر بُرائی سے بچانے والا اور فلاح پانے والوں کو توفیق عطا کرنے والا ہے۔"۔

'رسول اللہؐ کی ذمہ داری'

"میں اللہ کے ہر حکم کو سُنتا اور اس پر عمل کرتا ہوں۔ جو کچھ اللہ چاہتا ہے۔ میں اُسے پورا کرنے کے لئے ہمیشہ دل اور جان کے ساتھ حاضر ہوں۔ میں اس کا ہر فیصلہ ماننے، اس کی اطاعت کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہوں۔ میں اس کی نافرمانی کرنے سے ڈرتا ہوں۔ کیونکہ اللہ کی ذات وہ ہے کہ جس کے عذاب اور انتقام سے کوئی بچانے والا نہیں ہے...... مگر اس کی طرف سے ظلم کا کوئی خطرہ نہیں"

'خاص حکم':

"میں اقرار کرتا ہوں کہ میں اس کا بندہ ہوں۔ گواہی دیتا ہوں کہ وہ میرا رب ہے۔ جو کچھ اُس نے میری طرف وحی فرمائی ہے۔ میں اسے تم تک پہنچاتا ہوں۔ کیونکہ اگر میں اس پر عمل نہیں کرونگا۔ تو مجھ پر ایسی بلا نازل ہوگی۔ جسے مجھ سے کوئی نہیں ہٹا سکے گا...... چاہے وہ کتنا ہی ہوشیار اور تدبیر کرنے والا کیوں نہ ہو......!!

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اُس نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ کہ جو حکم اس وقت اُس نے مجھ پر نازل کیا ہے۔ اگر میں نے وہ نہ پہنچایا۔ تو گویا میں نے اس کی رسالت پہنچائی ہی نہیں۔ اللہ نے اس بات کی ذمہ داری لی

ہے۔ کہ وہ مجھے لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ میرے لئے اللہ کی ذات کافی اور کریم ہے۔"

'وحی کے الفاظ'

"اللہ نے مجھ پر جو وحی فرمائی ہے۔ وہ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ لوگو سنو! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔'اے رسولؐ......!! جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ اُسے پہنچا دو...... اگر تم نے یہ نہ پہنچایا۔ تو تم نے رسالت ہی نہیں پہنچائی...... اللہ تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا'......

'جبرئیل کا تین مرتبہ پیغام لانا':

"پیارے بچو......! ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ کہ جبرئیل امین ایک ہی پیغام بار بار لائے ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے مسلمانوں تک پہنچانے میں دیر کی ہو۔ لیکن یہ ایسا پیغام تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے لوگوں تک پہنچانے میں شدید خطرہ محسوس کر رہے تھے۔ اسی لئے بار بار اللہ کو اس کا حکم دینا پڑا۔ سخت لہجہ اختیار کرنا پڑا۔ یہ بھی کہنا پڑا کہ اگر یہ حکم نہ پہنچایا......تو رسالت پہنچائی ہی نہیں اور اس کے ساتھ اللہ نے ضمانت بھی دی کہ اللہ انہیں لوگوں کے شر اور مخالفت سے بچالے گا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اللہ کے حکم پر فوراً عمل کرتے تھے۔ انہوں نے تمام لوگوں کے سامنے اس بات کو کھول کر بیان کیا۔ اس حکم کو پہنچانے

کا انہیں سختی سے حکم دیا جا رہا ہے۔ اگر وہ اس حکم کو نہیں پہنچائیں گے تو ان کی تمام محنت برباد ہو جائے گی۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تمام واقعے کو یوں بیان کیا۔

"اے لوگو......!! جو کچھ اللہ نے نازل کیا۔ میں نے اس کے پہنچانے میں کوتاہی نہیں کی۔ اور اب میں اس آیت کی شان نزول بھی تمہارے سامنے واضح طور پہ بیان کرتا ہوں۔ (آیۂ بلغ سورۂ مائدہ آیت ۶۷) واقعہ یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تین مرتبہ آئے اور یہ حکم لائے"......

جانشین مصطفیؐ......مرتضیٰؑ، مرتضیٰؑ

"جبرئیل نے مجھے اللہ کا سلام پہنچایا...... بے شک اللہ امن، امان اور عافیت ہی عافیت ہے۔ امین وحی نے مجھ سے فرمایا۔ کہ میں اس مقام پر کھڑے ہو کر ہر گورے اور کالے کو یہ بتا دوں۔ کہ: علیؑ ابن ابی طالبؑ میرے بھائی، میرے وصی، میرے خلیفہ اور میرے بعد امام ہیں۔"

جن کی منزلت اور نسبت میرے ساتھ وہی ہے۔ جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی۔ فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بعد تم سب کا ولی ہے۔"......

"آیۂ ولایت":

"اس بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں ایک آیت نازل کر چکا ہے۔ جو اس طرح ہے۔

"یقیناً تمہارا ولی اللہ ہے۔ اور اس کا رسولؐ اور وہ لوگ جو ایمان لائے۔ جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (سورہ مائدہ آیت ۵۵)

"بے شک علیؑ ابن ابی طالبؑ نے نماز قائم کی اور حالت رکوع میں زکوٰۃ بھی دی۔ اللہ کی خوشنودی انہیں ہر حال میں عزیز رہتی ہے۔"

"آیۂ ولایت کا نزول":

پیارے بچو......! اس موقع پر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بتایا جائے کہ آیۂ ولایت کی شان نزول کیا ہے یعنی یہ کس واقعے کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔

اس واقعے کو بہت سے صحابہؓ نے تھوڑے بہت فرق سے بیان کیا ہے۔ جن میں حضرت ابوذر غفاری، ابن عباسؓ، انس بن مالک، جابر ابن عبداللہؓ انصاری شامل ہیں۔

ہوا یوں کہ ایک روز مسجد نبوی میں نماز ہو رہی تھی کہ ایک سوالی نے مسجد کے دروازے پر آ کر صدا لگائی کہ

کوئی ہے جو میری مدد کرے؟

لوگ نماز پڑھ رہے تھے۔ اس لیئے کسی نے بھی اس کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ جب وہ مایوس ہو گیا۔ تو اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر بڑے افسوس سے بولا......

"اے اللہ! تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرے رسول کی مسجد میں سوال کیا اور کسی نے مجھے جواب نہیں دیا......"

اُس وقت مولا علیؑ رکوع میں تھے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں ایک قیمتی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ انہوں نے رکوع کرتے کرتے اپنی اس انگلی سے اشارہ کیا۔ سوالی سمجھ گیا۔ اُس نے جلدی سے آگے بڑھ کر انگوٹھی مولا علیؑ کی انگلی سے اُتار لی اور دُعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔

نماز ختم ہوئی۔ تو سارے نمازیوں میں اس بات کا چرچا تھا۔ ہر کوئی اس بات کا ذکر کر رہا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی اس بات سے بہت خوش تھے۔ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں دُعا فرمائی۔

"اے اللہ!! میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر اور میرا مددگار بنا کر میری کمر مضبوط کر دے۔"

ابھی رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دُعا ختم نہیں ہوئی تھی۔ کہ جبرئیل امین سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۵۵ لے کر آ گئے۔ اس طرح یہ آیہ ولایت مولا علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ جس کا ذکر رسولؐ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خطبہ

غدیر میں فرما رہے تھے۔

'رسولؐ اللہ کے اندیشے':

''میں نے جبرئیل امینؑ سے کہا تھا کہ جیسے حالات ہیں...... کیا میں اللہ کی بارگاہ میں یہ عرض کرسکتا ہوں کہ مجھے اس حکم کو پہنچانے سے معاف کردیا جائے۔ کیونکہ یہاں متقین کی کمی ہے اور منافق بہت زیادہ ہیں۔ میں ان گناہ کرنے والوں کے مکروفریب سے واقف ہوں۔ اسلام کا مذاق اُڑانے والوں کی مکاریوں اور چالاکیوں کو بھی میں جانتا ہوں...... جن کے بارے میں قرآن کہتا ہے......'وہ جو کچھ زبان سے کہتے ہیں...... وہ ان کے دل میں نہیں ہوتا......''

(سورہ فتح آیت ۱۱)

'منافقین کی گستاخیاں':

''یہ اپنی منافقت کو معمولی بات سمجھتے ہیں...... حالانکہ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔ ان لوگوں نے مجھے بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں۔ مجھے بہت دُکھ دیئے ہیں۔ یہاں تک کہ انہوں نے میرا نام 'کان' رکھا ہوا ہے۔ صرف اسلیئے کہ میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کو اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ میری توجہ ان پر ہی رہتی ہے۔ جس پر پروردگار عالم نے مجھ پر آیت نازل کی۔

'ان میں وہ لوگ بھی ہیں۔ جو ہمارے رسول کو ستاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو کان ہی کان ہیں۔ اے رسولؐ! ان سے کہہ دو کہ ہاں کان تو ہیں۔ مگر اچھی باتیں سننے والے۔ کیونکہ یہ خدا کی ذات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور مومنین کی باتوں پر بھروسہ کرتے ہیں' (سورہ توبہ:٦١)

رحمتہ اللعالمین کی رحمت:

"اگر میں چاہوں کہ ان کے نام بتاؤں تو بتا سکتا ہوں۔
اگر میں چاہوں کہ ان کی طرف اشارہ کروں تو کر سکتا ہوں۔
اگر یہ چاہوں کہ ان کا پتہ بتاؤں تو بتا سکتا ہوں۔
لیکن خدا کی قسم......!!!
میں نے ان کے بارے میں اپنے اخلاق اور کرم سے کام لیا ہے۔"

"مولا علیؑ کی خلافت کا دوبارہ اعلان"

"اے لوگو......! میں جانتا ہوں کہ مجھے میرے رب کی خوشنودی اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک میں وہ پیغام نہ پہنچا دوں۔ جو مجھ پر نازل کیا گیا ہے۔ وہ آیت یہ ہے...... (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کی تلاوت فرمائی۔)

"اے رسول......! جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ اسے پہنچا دو...... اگر ایسا نہ کیا تو گویا تم نے رسالت پہنچائی ہی نہیں...... اللہ لوگوں کے شر سے تمہیں محفوظ رکھے گا۔"

"اے لوگو......!! خوب سمجھ لو...... کہ اللہ نے علیؑ کو یقیناً تمہارے واسطے ایسا ولی اور ایسا امام مقرر کر دیا ہے۔ جس کی اطاعت مہاجرین اور انصار پر فرض ہے۔ اُن پر بھی یہ اطاعت لازم ہے۔ جو جنگلوں میں رہتے ہیں...... ان پر جو شہروں میں رہتے ہیں۔ ہر عجمی پر اور ہر عربی پر،

ہر آزاد پر، ہر غلام پر

ہر چھوٹے بڑے پر، ہر گورے کالے پر

ہر اس شخص پر جو خُدا پر ایمان رکھتا ہے۔

علیؑ ابن ابی طالبؑ کا حکم ہر ایک پر جاری ہوگا۔

اس کی بات ماننی واجب ہے۔

اس کا حکم قانون ہوگا۔

جو اس کی مخالفت کرے گا۔ اس پر خُدا کی لعنت ہے۔

جو اس کی پیروی کرے گا۔ اس کی تصدیق کرے گا۔ وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہوگا۔

اُس پر بھی اللہ کی رحمت ہوگی۔ جو علیؑ کی بات سن کر اس پر عمل کرے گا۔ اُسے مانے گا۔"

خلافت علیؑ کا تیسری مرتبہ اعلان:

مولا علیؑ کی جانشینی اور خلافت کا اعلان رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے تیسری مرتبہ اپنے آخری پیغام یعنی وصیت کے طور پر کیا۔ اس کے بعد مولا علیؑ کی امامت اور آئندہ امامت ان کی نسل میں رہنے کا اعلان بھی صاف صاف کیا...... یہاں تک کہ قیامت آجائے...... آپ نے فرمایا......

"اے لوگو......!! یہ آخری موقع ہے۔ یہ آخری اجتماع ہے۔ جس سے میں خطاب کر رہا ہوں۔ لہٰذا میری گفتگو غور سے سنو اور اپنے پروردگار کے مطیع اور فرماں بردار بنو۔"

"میں سب کے سامنے علیؑ کو اپنا جانشین بناتا ہوں۔ سنو اور اپنے رب کا حکم مانو اور اطاعت کرو۔

عزت والا خدا تمہارا حاکم اور تمہارا معبود ہے۔ اس کے بعد اس کا رسول محمدؐ جو یہاں تمہارے سامنے کھڑا تم سے بات کر رہا ہے۔ پھر میرے بعد اللہ کے حکم سے علیؑ تمہارا ولی اور امام ہے۔

پھر قیامت تک امامت علیؑ کی اولاد اور میری آلؑ میں ہوگی۔ یہ سلسلہ اُس دن تک جاری رہے گا۔ جب تم اللہ اور اس کے رسولؐ کے سامنے آخرت میں حاضر ہو جاؤ گے۔"

"علیؑ۔ امام مبین":

مولا علیؑ کو مسلمانوں پر جو اختیار حاصل ہوگا اور ان کی وہ خوبیاں اور

فضائل جو اللہ کی طرف سے انہیں عطا ہوئے، اسلام کے لئے ان کی خدمات اور کوششیں وہ سب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سوالاکھ صحابہؓ کے سامنے کھول کر بیان فرمائیں۔

"اے لوگو......! کوئی چیز حلال نہیں ہوگی۔ سوائے اس کے جسے اللہ نے حلال قرار دیا۔

اور کوئی چیز حرام نہیں ہوگی۔ سوائے اس کے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

مجھے اللہ نے حلال و حرام کا سب علم عطا کیا۔ میں نے وہ علیؑ کے سپرد کر دیا۔

اے لوگو......! کوئی علم ایسا نہیں۔ جسے اللہ نے مجھے عطا نہ کیا ہو۔

اور میں نے اُسے امام المتقین علیؑ ابن ابی طالبؑ کے حوالے نہ کر دیا ہو۔ بے شک علیؑ ہی 'امام مبین' ہیں۔

اے لوگو......!! علیؑ سے ہٹ کر کسی اور طرف نہ جانا، اس سے الگ نہ ہو جانا...... اس کو حاکم بنانے سے بیزاری نہ اختیار کرنا۔

اس لیئے کہ یہی حق کی طرف ہدائیت کرے گا۔

یہی حق پر عمل کرے گا۔

یہی باطل کو مٹائے گا اور اللہ کے کام کرنے میں کسی بُرا بھلا کہنے والے کی ملامت اسے نہیں روک سکے

کی۔

اور یہ بھی سمجھ لو...... : کہ علیؑ ہی وہ پہلا شخص ہے۔
جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لایا۔ جس نے رسولؐ پر
اپنی جان کو فدا کیا۔
علیؑ ہی وہ ذات ہے۔ جو اللہ کے رسولؐ کے ساتھ اُس وقت
خُدا کی عبادت کرتا رہا۔ جب اس دور میں کوئی بھی رسولؐ
اللہ کا ساتھ دینے والا نہیں تھا۔
لوگو......!! اس کی فضیلت کو مانو...... اُسے اللہ نے فضیلت
دی ہے۔ اس کی امامت کو مانو کہ اللہ نے اس کو امام بنایا
ہے۔"

'علیؑ کو نہ ماننے والے خبردار ہوں'

"لوگو......! علیؑ اللہ کی طرف سے امام ہے۔ اللہ کسی ایسے کی
توبہ قبول نہیں کرے گا۔ جو اس کی امامت کا منکر ہو۔
اُسے ہرگز نہیں بخشے گا۔
ہاں......! یہ طے ہو چکا ہے کہ علیؑ کے بارے میں جو حکم دیا
گیا ہے۔ اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کے ساتھ اللہ
ایسا ہی سلوک کرے گا۔
وہ انہیں بُرے سے بُرے اور نہ ختم ہونے والے عذاب میں
مُبتلا کرے گا۔
پس لوگو! ڈرو اس معاملے سے...... علیؑ کی مخالفت ہرگز نہ

کرنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس آگ میں چلے جاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اور جو حق کا انکار کرنے والوں کے لئے دہکائی گئی ہے۔

اے لوگو......!! مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء اور مرسلین کو میری بشارت دی گئی تھی۔

خُدا کی قسم......!! میں ہی تمام نبیوں اور رسولوں کا خاتم یعنی آخری اور زمین اور آسمانوں کی تمام مخلوق پر اللہ کی پہلی حُجت ہوں۔

جو میری اس بات پر شک کرے گا۔ اس نے گویا تمام باتوں پر شک کیا۔ اور جو تمام باتوں پر شک کرنے والا ہے۔ تو جہنم اس کے واسطے تیار کر دی گئی ہے۔

لوگو......! اللہ تعالیٰ نے اپنے احسان اور کرم سے یہ فضیلت مجھے عطا کی ہے۔ وہ خُدا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اس کی حمد وثنا کرتا ہوں۔ ہمیشہ، ہر صورت میں، ہر حال میں......

لوگو......! علیؑ کے فضائل اور خوبیوں کو مانو۔

میرے بعد مرد ہوں یا عورت وہ ہر ایک سے افضل اور بلند ہیں۔

یاد رکھو! اللہ تعالیٰ ہمارے طفیل تم کو روزی دیتا ہے۔ ہماری ہی برکت سے یہ دُنیا آباد ہے۔ جو شخص میری اس بات کو نہ مانے اس پر لعنت اور اللہ کا غضب ہے۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جبرئیل امینؑ نے اللہ کی طرف سے یہ خبر محمدؐ تک پہنچائی ہے۔
وہ فرماتا ہے کہ جو شخص علیؑ سے دشمنی کرے اور ان سے دوستی نہ رکھے۔ اس پر میری لعنت ہوگی اور میرا عذاب نازل ہوگا۔
اس لیئے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ غور کرے کہ وہ اپنی آخرت کیلئے آگے کیا بھیجتا ہے۔ اللہ سے ڈرو اور اس کی مخالفت نہ کرو۔
ایسا نہ ہو کہ ثابت قدمی کے بعد تمہارے قدم ڈگمگا جائیں۔
بے شک جو کچھ تم کرتے ہو خدا اس سے بے خبر نہیں۔"

(سورۂ حشر آیت ۱۸)

'مولا علیؑ اور قرآن':

"اے لوگو......!! علیؑ 'جنب اللہ' (اللہ سے قریب ہونے کا وسیلہ) ہے۔ جس کی مخالفت کرنے والے کے بارے میں قرآن کہتا ہے۔
"لوگ قیامت کے دن کہیں گے کہ افسوس......!! افسوس کہ ہم نے 'جنب اللہ' کے بارے میں کس قدر غلطی اور کوتاہی کی......" (سورہ زمر آیت ۳۶)
لوگو......!! قرآن کی آیات پر غور کرو...... اس کی آیتوں کو سمجھو۔

قرآن کی محکم آیات پر نظر ڈالو...... اس کے

متشابہات کی پیروی نہ کرو......

خدا کی قسم......!! اس دُنیا میں کوئی ایسا نہیں ہے۔
جو قرآن کی ان آیتوں کو تمہارے لئے کھول کر بیان کر سکے۔ جو بُرائیوں کی روک تھام اور اچھائیوں کو بیان کرنے کے لئے نازل ہوئی ہیں۔ سوائے......"!!!

رسولؐ اللہ کے ہاتھ میں علیؑ کا ہاتھ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک لمحے کو خاموش ہوئے اور انہوں نے اپنے دائیں طرف دیکھا...... لوگ حیران پریشان کہ رسولؐ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کو تلاش کر رہے ہیں۔ پھر وہ جھکے اور انہوں نے مولا علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں اوپر اُٹھا لیا اور ان کا ہاتھ پکڑے رکھا پھر انہیں اتنا اونچا لے گئے کہ مولا علیؑ کے پاؤں رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں کے برابر آ گئے اور دونوں کی سفیدی بغل نظر آنے لگی۔

اور بچو......! یہ یاد رکھنا کہ رسالت کی طاقت کے ساتھ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطبے کے دوران مولا علیؑ کو اُٹھائے رکھا۔ چاروں طرف گھما کر لوگوں کو دکھاتے رہے۔ تاکہ سب لوگ انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اچھی طرح سے پہچان لیں...... کیونکہ اس وقت

حاجیوں کے اس مجمعے میں تمام عرب کے لوگ شامل تھے۔
جو مدینے سے دُور اپنے اپنے علاقوں میں رہتے تھے۔ ان میں بہت سے ایسے تھے۔ جنہوں نے مولا علیؑ کا صرف نام ہی سُن رکھا تھا۔ انہیں دیکھا نہیں تھا...... اس طرح انہوں نے بھی مولا علیؑ کو دیکھ کر پہچان لیا......

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علیؑ کو اُٹھایا...... تو لوگ ہک بک دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے...... اکثر کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا ہونے والا ہے...... لیکن جو مولا علیؑ کے چاہنے والے تھے۔ ان کے دل خوشی سے بھر گئے...... ان کی آنکھوں میں خُوشی کے آنسو آ گئے۔ انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مولا علیؑ پالانوں کے منبر پر اس طرح نظر آ رہے تھے۔ جیسے چاند اور سورج ایک ساتھ نکل آئے ہوں۔ وہ بڑے شوق اور خوشی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ مولا علیؑ کو اُوپر اٹھانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بس ایک لمحہ ہی لگا اور مولا علیؑ کا پیارا، خوبصورت اور نورانی چہرہ سب کے سامنے تھا۔ اس کے ساتھ ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آواز چاروں طرف گونجی اور سوا لاکھ صحابیوں میں ہر ایک کے کانوں تک پہنچی......

"سوائے اس شخص کے جس کا ہاتھ میں نے پکڑ رکھا ہے اور جس کو میں نے اُٹھا رکھا ہے...... اور جس کا بازو میں نے تھاما ہوا ہے...... اور میں تمہیں بتا رہا ہوں"

'مَن کُنتُ مولاہُ':

"بے شک جس کا میں مولاؐ ہوں یہ علیؑ بھی اس کا مولاؑ ہے۔

یہی علیؑ ابن ابی طالبؑ میرا بھائی اور میرا وصی ہے۔
علیؑ کا ولی ہونا اللہ کی طرف سے ہے۔ اس نے یہ حکم مجھ پر
نازل فرمایا ہے۔"

'قرآن اور اہلبیتؑ':

"اے لوگو......! یہ علیؑ اور جتنے میری اولاد میں سے معصوم
ہیں۔ وہ سب ثقل اصغر ہیں اور قرآن ثقل اکبر ہے۔
یہ دونوں ایک دوسرے کی خبر دینے والے ہیں۔ دونوں کا
آپس میں گہرا تعلق ہے۔ یہ ایک دوسرے سے اس وقت
تک الگ نہیں ہوں گے۔ جب تک میرے پاس حوض کوثر
پر نہ پہنچ جائیں۔"
یہ اللہ کی مخلوق میں اس کے امانت دار، اس کے مقرر کیئے
ہوئے حاکم ہیں۔"

"تیسری مرتبہ مولا علیؑ کی خلافت کا اعلان"

"اے لوگو......!! آگاہ رہو کہ میں نے آگاہ کر دیا ہے۔
سمجھ لو......! کہ میں نے تم تک پہنچا دیا ہے۔
ہوشیار ہو جاؤ......!!! کہ میں نے تمہیں یہ سُنا دیا ہے۔
خبردار ہو جاؤ......!!! کہ میں نے سب کچھ کھول کر بیان کر
دیا ہے۔
جو پاک پروردگار نے حکم دیا تھا۔ وہ میں نے پہنچا دیا ہے۔

اور اب یاد رکھو...... !! کہ میرے اس بھائی کے سوا کوئی امیر المومنین نہیں ہوگا۔ میرے بعد کسی اور کے لئے مومنین کا امیر بننا جائز نہیں۔"

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علیؑ کا بازو پکڑ کر انہیں اتنا اوپر اُٹھایا کہ ان کے پیر رسولؐ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنوں تک آ گئے پھر فرمایا:

"اے لوگو...... !! یہ ہے علیؑ میرا بھائی، میرا وصی، میرے علم کا محافظ، میری اُمت کا سربراہ، کتاب خدا کی تفسیر کرنے کیلئے میرا جانشین، اللہ کی طرف بُلانے والا، اللہ کے پسندیدہ کاموں پر عمل کرنے والا، اللہ کے دشمنوں سے لڑنے والا، اللہ کی اطاعت کرنے والوں کا دوست، اس کی نافرمانی سے روکنے والا، یہ اللہ کے رسولؐ کا خلیفہ، مومنوں کا امیر، اللہ تک پہنچانے والا، ایسا راہبر جو اللہ کے حکم سے ناکثین (وعدہ توڑنے والے)، قاسطین (گمراہ ہونے والے) اور مارقین (باغی) سے لڑنے والا ہے۔ ان کو ان کے انجام تک پہنچانے والا ہے۔

اے لوگو...... ! میں یہ سب کچھ اپنے پروردگار کے حکم پر کہہ رہا ہوں۔ میری بات بدلتی نہیں...... میں اللہ کے حکم سے کہتا ہوں۔

یا اللہ...... !!! میری التجا ہے کہ تو اس سے دوستی رکھنا جو اس

سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی رکھنا جو اس سے دشمنی
رکھے۔
اُس پر لعنت کر جو اس کا انکار کرے۔
اُس پر اپنا عذاب نازل کر جو اس کا حق غصب کرے۔"

'دین مکمل ہو گیا':

پیارے بچو...... ! جب اللہ کے حکم سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علیؑ کی خلافت، امامت اور اپنا وصی ہونے کا اعلان فرما دیا۔ تو پھر وہ آیت اُتری۔ جس میں دین کے مکمل ہونے کی خوشخبری سنائی گئی۔ گویا دین اسلام مولا علیؑ کی امامت اور خلافت کے بغیر مکمل نہیں...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خطبہ جاری رکھا اور صحابہؓ کے سامنے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"یا اللہ...... !! تو نے مجھ پر آیت نازل فرمائی کہ میں اس بات کو سب کے سامنے کھول کر بیان کر دوں کہ امامت تیرے ولی علیؑ کے لئے ہے۔ جب میں نے اس کو بیان کر دیا اور علیؑ کو اپنا قائم مقام مقرر کر دیا۔ تو تو نے وہ آیت نازل فرمائی۔ جس میں اپنے بندوں کے لئے دین کی تکمیل کر دی۔ ان پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور ان کے لئے دین اسلام کو پسند فرمالیا۔"

"پھر فرمایا کہ جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو پسند کرے گا۔ اُسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ وہ آخرت میں

نقصان اُٹھانے والا ہوگا۔" (سورہ آل عمران آیت ۸۵)

"اے اللہ......!! تو گواہ رہنا کہ میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے۔

اے لوگو......! اس بات کو نہ بھولنا کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو 'علیؑ کی امامت' کے ساتھ مکمل فرما دیا ہے۔"

'انکار کرنے والوں کا انجام':

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار لوگوں کو مولا علیؑ کی خلافت سے انکار کرنے والوں کے بُرے انجام سے ڈرایا ہے۔ جب بھی مولا علیؑ کی خلافت کا اعلان کیا۔ ساتھ ہی نہ ماننے والوں کا بُرا انجام بھی بتایا۔

"جو شخص علیؑ کو امام نہ مانے اور اس کے بعد قیامت تک میری ذریت اور علیؑ کی اولاد سے جو اس کے جانشین ہوں گے۔ ان کو امام نہ مانے۔ تو جب وہ خُدا کے حضور پیش کیا جائے گا۔ تو ان میں سے ہوگا۔ جن کے سارے کے سارے اعمال حبط اور ضائع ہو جائیں گے۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اللہ ان کا عذاب کبھی کم نہیں کرے گا...... نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی۔"

'فضائل علیؑ بہ زبان نبیؐ':

اس مقام پر ایک مرتبہ پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علیؑ کی خوبیاں اور ان کے کارنامے بیان کرنے شروع کیئے۔ تا کہ سب کو معلوم

ہو جائے کہ مولا علیؑ کو یہ مقام اور مرتبہ اس لئے نہیں دیا جا رہا کہ وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے داماد اور چچازاد بھائی ہیں۔ بلکہ یہ ان کی دین اسلام کیلئے خدمات، ان کے بلند کردار اور اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرنے میں ان کی کوششوں کی وجہ سے دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ وہ ان خوبیوں کی وجہ سے اس لائق ہیں کہ اُمت مسلمہ کی قیادت کریں اور رسولؐ اللہ کے جانشین بنیں۔

"اے لوگو......!!! علیؑ تم سب میں سے زیادہ میری مدد کرنے والا، تم سب میں سے زیادہ اس عہدے کا حقدار اورتم سب میں سے زیادہ میرے قریب ہے۔ میرا خدا اور میں دونوں اس سے خوش اور راضی ہیں۔

قرآن پاک میں اللہ کی خوشنودی کی کوئی ایسی آیت نہیں اُتری جو علیؑ کے بارے میں نہ ہو۔

اللہ نے اپنے کلام پاک میں جہاں کہیں بھی "اے ایمان والو" کہہ کر خطاب کیا ہے۔ اس کے سب سے پہلے مخاطب اصل میں علیؑ ہیں۔

قرآن پاک میں تعریف وتوصیف کی کوئی آیت ایسی نہیں ہے۔ جو علیؑ کی شان میں نہ اُتری ہو۔

اللہ نے سورہ "ھل اتیٰ" میں جنت کی بشارت خاص علیؑ کے لئے دی ہے۔ یہ سورہ پورے کا پورا علیؑ کی شان میں نازل ہوا ہے۔ یہ سورہ ان کے علاوہ کسی اور کی شان میں نہیں اُترا۔

اے لوگو......!! علیؑ دین خدا کا حامی اور ناصر ہے۔ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا مددگار اور اُن کی طرف سے جنگ کرنے والا ہے۔ بے حد پاک و پاکیزہ، طاہر و اطہر، اللہ تک پہنچانے والا اور بہترین ہدایت یافتہ ہے۔
دیکھو......!! تمہارا نبیؐ سب سے اچھا نبیؐ ہے۔
اس کا وصی و جانشین سب سے اچھا وصی اور جانشین ہے۔
علیؑ کے بیٹے تمام انبیاء کے جانشینوں میں سب سے اچھے جانشین ہیں۔
لوگو......! ہر پیغمبر کی اولاد اس کی حقیقی اولاد ہے۔ لیکن علیؑ کی اولاد میری اولاد کہلائے گی۔ جو ہمیشہ باقی اور پھلتی پھولتی رہے گی۔"

مولا علیؑ سے حسد کرنے والوں کا انجام:

"اے لوگو......!! ابلیس نے آدمؑ کو حسد کی وجہ سے جنت سے نکلوایا تھا۔
دیکھو......! تم علیؑ سے حسد نہ کرنا۔ ورنہ تمہارے کل اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ تمہارے قدم لڑکھڑا جائیں گے۔
آدمؑ صرف ایک ترک اولیٰ کی وجہ سے زمین پر اُتار دیے گئے تھے۔ حالانکہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندے تھے۔
تو پھر بتاؤ کہ اگر تم نے اللہ کے اس حکم کی خلاف ورزی کی تو تمہارا کیا حشر ہوگا۔

جیسے کہ تم ہو......!!

تم میں وہ لوگ بھی ہیں جو خدا کے دشمن ہیں۔

ہاں......! وہ بدنصیب ہی ہوگا۔ جو علیؑ سے حسد اور دشمنی کرے گا۔

خبردار رہو کہ علیؑ سے سوائے شقی اور سخت دل کے کوئی بغض نہیں رکھے گا۔

علیؑ سے محبت کرنے والوں کی نشانی یہ ہے کہ وہ پرہیز گار ہوں گے، مومن ہوں گے اور اللہ کے پسندیدہ بندے ہوں گے۔"

سورہ والعصر اور علیؑ:

"اے لوگو......! میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔

اللہ نے سورہ 'والعصر' علیؑ کے بارے میں نازل فرمائی ہے۔

'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ عصر کی قسم......! بے شک انسان گھاٹے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے۔ آپس میں حق کا حکم اور صبر کی وصیت کرتے رہے'۔

رسولؐ اور آلِ رسولؐ:

"اے لوگو......! اللہ گواہ ہے کہ میں نے اپنی رسالت تم تک پہنچا دی۔ اور رسولؐ کا یہی کام ہے کہ وہ پیغام پہنچا دے۔

(سورہ مائدہ ۹۹)

لوگو......! اللہ سے ڈرو...... جس طرح ڈرنے کا حق ہے۔
اور مرتے دم تک اسلام سے وابستہ رہنا۔

لوگو!...... اللہ پر ایمان لاؤ۔ اس کے رسولؐ پر اور اُس نور پر جو اس کے ساتھ اُتارا گیا ہے۔ ایمان لے آؤ۔ اس سے پہلے کہ خُدا کچھ چہروں کو بگاڑ کر پیچھے کی طرف پھیر دے۔
(سورۂ نساء ۴۷)

اے لوگو......! اللہ کی طرف سے خاص نور پہلے مجھ میں سمویا گیا۔

پھر علیؑ میں منتقل ہوا۔ پھر اس کی نسل میں مہدی قائم تک رہے گا۔ مہدیؑ جو اللہ کے حق کے بارے میں حساب کرے گا اور ہمارے ہر حق کے بارے میں بھی لوگوں سے حساب لے گا۔

اللہ نے ہمیں حُجت قرار دیا ہے۔ کوتاہی کرنے والوں، دشمنی کرنے والوں مخالفت کرنے والوں، خیانت کرنے والوں، گناہ گاروں اور ظلم کرنے والوں پر......

لوگو......! میں تمہیں ڈراتا ہوں کہ میں تم سب کا رسولؐ ہوں۔ مجھ سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں۔

میں اس دُنیا سے چلا جاؤں یا قتل کر دیا جاؤں۔ تو تم الٹے پیر پھر جاؤ گے...... جو ایسا کرے گا۔ وہ خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا اور پروردگار عنقریب شکر گزاروں کو بہترین جزا

عطا کریگا۔

دیکھو......! صبر اور شکر کو جن کی صفت قرار دیا گیا ہے۔ وہ علیؑ ہیں۔ پھر علیؑ کے ذریعے سے میری آلؑ میں یہ صفت پائی جاتی ہے۔

لوگو......! اللہ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ جتاؤ۔ وہ تم پر ناراض ہوگا۔ تمہیں سخت ترین عذاب میں مبتلا کرے گا۔ وہ یقیناً ایسے لوگوں کی گھات میں ہے۔"

جہنم کی طرف بلانے والے:

"اے لوگو......! عنقریب میرے بعد ایسے امام ہوں گے۔ جو تمہیں جہنم کا راستہ دکھائیں گے۔ قیامت کے دن ایسے لوگوں کی کوئی مدد نہیں کی جائے گی" (سورہ قصص آیت ۴۱)

لوگو......! اللہ اور میں دونوں ان سے بیزار ہیں۔ یقیناً ایسے امام اور پیشواء ان کے دوست، ان کے پیروکار اور ان کے مددگار سب کے سب جہنم کے سب سے نیچے والے طبقے میں جگہ پائیں گے۔

یہی ان مغرور اور سرکشی کرنے والوں کا ٹھکانہ ہے۔ جو بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

یہی وہ لوگ ہیں۔ جو اصحاب صحیفہ ہیں۔

اب تم میں سے جو چاہتا ہے۔ وہ اُس صحیفے کو دیکھ لے۔"

'اصحابِ صحیفہ':

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دستاویز کے بارے میں بتا رہے تھے۔ جنہیں کچھ اصحاب نے ملکر لکھا تھا۔ جس کا یہ مقصد تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مولا علیؑ کی جانشینی کا اعلان نہ کرنے دیا جائے۔ وہ لوگ اپنے جیسے اصحاب کے لبادے میں منافقوں میں اتنا اثر و رسوخ رکھتے تھے اور انہوں نے اس طرح مخالفت کرنے کا معاہدہ کیا تھا۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مولا علیؑ کی جانشینی کا اعلان کرنے میں خطرہ محسوس کر رہے تھے۔ جس کی وجہ سے جبرئیل امین کو تین مرتبہ یہ پیغام لانا پڑا۔ کہ مولا علیؑ کی جانشینی کا اعلان کیا جائے۔ اللہ نے یہ اعلان کرنے کی تاکید سختی سے کی اور لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنے کا یقین بھی دلایا۔

یہ کام چونکہ خفیہ طور پر کیا گیا تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے اس سے آگاہ کر دیا تھا۔ لیکن باقی لوگ جو اس سازش میں شریک نہیں تھے۔ انہیں اس بارے میں کچھ زیادہ پتہ نہیں چلا...... اسی لئے اس صحیفے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاتا کیونکہ اسے چھپا لیا گیا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا خطبہ جاری رکھا۔

'خلافت علیؑ سب تک پہنچانے کا حکم'

"لوگو......! میں امامت اور وارثت کو قیامت تک اپنی اولاد میں چھوڑتا ہوں۔ جس بات کو پہنچانے کا مجھے حکم دیا گیا تھا۔

وہ میں نے پہنچا دی ہے۔ تا کہ حجت بن جائے ان پر جو
یہاں موجود ہیں اور جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ ہر اس شخص
پر جو پیدا ہو چکا ہے یا پیدا نہیں ہوا۔
جو یہاں موجود ہیں۔ ان پر فرض ہے کہ جو یہاں
موجود نہیں ان تک یہ خبر پہنچا دیں۔
ہر باپ پر لازم ہے کہ اپنے بیٹے کو یہ خبر
پہنچائے۔
اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رکھا جائے......"

'خلافت چھن جانے کا ذکر اور عذاب':

رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اللہ کی جانب سے مستقبل میں ہونے والی ہر بات سے واقف تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ مولا علیؑ کی خلافت اور جانشینی کی بار بار تاکید کے باوجود مسلمان اس بات کو بالکل بھلا کر خلافت آپس میں بانٹ لیں گے۔ اسی لئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مت کی طرف سے کی جانے والی اس ناانصافی اور ظلم کا نہ صرف ذکر کیا۔ بلکہ یسے لوگوں کو دیے جانے والے عذاب کی خبر بھی دی۔ اور اللہ کے عذاب سے مت کو ڈرایا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے 'خطبہ غدیر' کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

"میں جانتا ہوں کہ خلافت کے مقدس منصب کو چھین

جھپٹ کر بادشاہت میں تبدیل کر دیا جائے گا......

یہ کام کرنے والوں اور ان کے ساتھیوں پر اللہ لعنت کرے گا۔ جیسا کہ وہ قرآن میں فرماتا ہے۔

ہم عنقریب دونوں گروہوں (جن وانس) کی طرف متوجہ ہوں گے۔ پھر دونوں کو آگ کے بھڑکتے اور لپکتے ہوئے شعلوں اور پگھلے ہوئے تانبے کے ذریعے عذاب دیا جائے گا۔ تم ایسے بے بس ہو جاؤ گے کہ یہ عذاب تمہارے روکے نہ رُکے گا۔ (سورہ رحمٰن ایت ۳۱،۳۵)

"اے لوگو......!! اللہ تعالیٰ تمہیں یوں ہی نہیں چھوڑ دے گا۔ جب تک کہ وہ کھرے کو کھوٹے سے اور اچھے کو بُرے سے الگ نہ کر لے۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۷۹)

"اللہ کا یہ کام نہیں ہے کہ تم کو غیب پر مطلع کر دے۔

"لوگو......!! زمین پر کوئی بستی ایسی نہیں ہے۔ جس کے باشندے اللہ کے انبیاء کو جھٹلائیں...... اور اللہ اس بستی کو تباہ و برباد نہ کر دے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے۔

'وہ ان آبادیوں کو بھی تباہ و برباد کر ڈالتا ہے۔

جن کے رہنے والے ظلم وستم کرنے والے ہوں......"

'مولا علیؑ کی امامت کا چوتھی دفعہ اعلان':

"پھر سُن لو......!! یہ علیؑ تمہارا امام، تمہارا آقا اور تمہارا ولی ہے۔

اس کی ذات اللہ کا وعدہ ہے۔
اور اللہ اپنے وعدے کو ہمیشہ سچا کر دکھاتا ہے۔
لوگو۔۔۔۔!! تم سے پہلے بھی بہت سے لوگ گزرے ہیں۔ جو گمراہ ہوگئے۔
اللہ نے ان پہلوں کو ان کی گمراہی کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔۔۔۔۔۔
اسی طرح وہ بعد میں آنے والے گمراہوں کو بھی نیست و نابود کر دے

''اے لوگو۔۔۔۔۔۔!! اللہ نے مجھے امر اور نہی کی تعلیم دی ہے۔
میں نے یہ سب کچھ علیؑ کو سکھا دیا ہے۔۔۔۔۔۔
لہٰذا تم یہ سمجھو کہ علیؑ کا یہ تمام علم اللہ ہی کی جانب سے ہے۔
اب تمہارا فرض ہے کہ اس کا حکم مانو۔۔۔۔۔۔ تمہارے لئے سلامتی ہوگی۔
علیؑ کی اطاعت کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔
وہ جس کام سے تمہیں روکے۔ اسے نہ کرو۔ تو صحیح راستے پر رہو گے۔
اس کی مرضی کے مطابق چلو اور اپنے الگ راستے اختیار کر کے گمراہ نہ ہو جاؤ۔
اے لوگو۔۔۔۔۔۔! میں وہ صراط مستقیم ہوں۔ جس کی پیروی کرنے کا تمہیں اللہ نے حکم دیا ہے۔
میرے بعد علیؑ صراط مستقیم ہے۔
پھر میرے بیٹے۔۔۔۔۔۔ جو علیؑ کی اولاد ہیں۔
جو سب امام ہیں۔ ہادی برحق ہیں۔ اللہ کے عدل کے محافظ

ہیں۔"

سورہ الحمد محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لئے اُتری:

پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سورہ الحمد کی تلاوت فرمائی۔ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ حمد اللہ ہی کے لئے ہے۔ جو تمام عالموں کا رب ہے۔
رحمٰن و رحیم ہے۔ یوم الحساب کا مالک ہے۔ خدایا......! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ تو ہمیں سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ۔ ان کی راہ جن کو تو نے نعمت عطا کی۔ نہ کہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور نہ ہی گمراہوں کی راہ،
لوگو......! یہ سورۃ الحمد، میرے واسطے اور علیؑ اور اولادِ علیؑ کے لئے نازل ہوئی ہے۔ صرف ان کے لئے ہی خاص ہے۔
"یہ وہی اولیائے خدا ہیں۔ جن کو نہ کوئی خوف ہوگا نہ کوئی رنج، (سورہ یونس ۶۲) بالآخر اللہ کا گروہ ہی غالب آئے گا۔"

سورہ الحمد کی عظمت:

سورہ 'الحمد' کے بارے میں (سورہ حجر آیہ ۸۷) فرمایا گیا ہے۔
"ہم نے آپ کو سات آیتوں کا سورہ حمد عطا کیا۔ جو دو مرتبہ نازل کیا گیا اور قرآن عظیم بھی عنایت فرمایا۔"

اس سے سورہ الحمد کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولا علیؑ
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
''اللہ نے مجھے سورہ حمد دے کر خصوصی احسان فرمایا ہے۔ یہ
عرش کے خزانوں میں سے اشرف ترین سورہ حمد ہے۔ اسے
قرآن کے مقابل قرار دیا گیا ہے۔''
''یہ ثواب مکمل قرآن پڑھنے کے برابر ہے۔

مولا علیؑ کے دشمن:

''اے لوگو...! سمجھ لو کہ علیؑ کے دشمن وہی ہیں۔
جو اللہ کی نافرمانی کرنے والے اور ظلم کرنے میں حد سے
گزر جانے والے ہیں۔
یہ شیطانوں کے بھائی ہیں۔
جو ایک دوسرے کو فریب دینے کیلئے چکنی چپڑی
باتیں کرتے ہیں۔'' (سورۂ انعام ۱۱۲)

مولا علیؑ کے دوست اور دشمن:

''جو علیؑ کے دوست ہیں۔ وہی پکے مومن ہیں۔
جن کا ذکر اللہ نے اپنی کتاب میں اس طرح فرمایا ہے۔
جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔ تم انہیں
دشمنان خداؑ و رسولؐ سے دوستی کرتے ہوئے نہیں پاؤ گے۔
چاہے۔ وہ ان کے باپ بیٹے بھائی یا قوم اور قبیلے والے ہی

کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دل میں اللہ نے اپنا ایمان مضبوطی سے جما دیا ہے۔ اور اپنی خاص روشنی سے ان کی تائید فرمائی ہے۔ (سورہ مجادلہ ۲۲ آیت)

ان ہی لوگوں کی تعریف میں اللہ قرآن میں ایک اور جگہ ارشاد فرماتا ہے۔

'وہ جو ایمان لائے اور پھر اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا۔ بس ان ہی لوگوں کیلئے امن اور عافیت ہے۔ اور وہی ہدایت یافتہ ہیں......' (سورۂ انعام ۸۲)

اور ہاں......!! جو ان کے دوست ہیں۔ وہ اطمینان کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔ فرشتے انہیں سلام کریں گے اور انہیں خوش آمدید کہہ کر یہ خوش خبری سُنائیں گے۔

"تم پاک و پاکیزہ ہوگئے۔ اور بہشت میں جا کر ہمیشہ رہو اور آگاہ ہو جاؤ کہ وہ ان کے ہی دوست ہیں۔ جن کے بارے میں اللہ فرماتا ہے۔" وہ جنت میں بلا حساب کتاب داخل کیئے جائیں گے۔"

"اور ان کے دشمن بھڑکتی ہوئی آگ میں ڈالے جائیں گے۔ یاد رکھو کہ یہ ہی ان کے دشمن ہونگے۔ جو جہنم کی چنگھاڑ سنیں گے۔ جس وقت کہ وہ جوش مارتا ہوگا۔ جب کوئی گروہ جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ تو وہ اپنے جیسے دوسرے گروہ پر لعنت بھیجے گا...... (سورۂ اعراف ۳۸)

اور یہ سمجھ لو کہ وہ ان ہی کے دشمن ہیں۔جس کے بارے میں اللہ نے قران میں فرمایا ہے۔

''جیسے ہی کوئی گروہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔تو عذاب دینے والے فرشتے ان لوگوں سے پوچھیں گے کہ آیا۔تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا......تو وہ کہیں گے کہ ہاں......ڈرانے والا تو آیا تھا.......(سورہ ملک ۸)

اسی آیت میں اللہ فرماتا ہے۔''دوزخیوں کیلئے اللہ کی رحمت سے دوری ہے......''

''اور علیؑ کے دوستوں کا کیا کہنا...... جو بغیر دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ان کے لئے ہی مغفرت اور بڑا اجر ہے۔'' (سورہ ملک ۱۲)

''اے لوگو......!! کیا تم نے غور کیا کہ جہنم اور جنت میں کتنا فرق ہے؟اور یہ بھی دیکھو کہ ہمارا دشمن وہ ہے کہ اللہ نے جس کی مذمت کی ہے۔اور اُس پر لعنت بھیجی ہے۔

''اور ہمارے دوست وہ ہیں۔جن کو اللہ دوست رکھتا ہے اور ان کی تعریف بھی کرتا ہے۔

'قائم آل محمدؑ کا تذکرہ':

''لوگو یاد رکھو.......!! میں تمہیں ڈرانے کیلئے آیا ہوں۔

علیؑ تمہاری ہدایت کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔

لوگو......!! میں نبی ہوں اور علیؑ میرے وصی ہیں۔

یہ جان لو کہ آخری امام قائم آل محمدؑ مہدی ہم دونوں کی نسل سے ہوگا۔
سُن لو......!! کہ وہ تمام دینوں پر غالب آئے گا۔
وہ ظالموں سے بدلہ لینے والا ہوگا......
وہ تمام قلعوں کو فتح کر کے انہیں نیست ونابود کردے گا۔
وہ شرک کے ہر نشان کو مٹائے گا۔
یاد رکھو......! کہ وہ اللہ کے دوستوں کے ہر خون ناحق کا بدلہ لے گا۔
سمجھ لو......! کہ وہ اللہ کے دین کی نصرت کرنے والا ہوگا۔
اللہ کی معرفت کے گہرے سمندر سے ہمیشہ سیراب رہے گا۔
وہ دانشمندوں سے ان کے علم اور فضل کی وجہ سے اور جاہلوں کے ساتھ ان کی جہالت کی وجہ سے حُسن سلوک کرے گا۔ وہ اللہ کا پسندیدہ اور چنا ہوا بندہ ہے۔
وہ ہر علم کا وارث ہے اور اس سے پوری طرح سے آگاہ ہے۔
وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ہر طرح کی خبریں دینے والا ہوگا۔
یاد رکھو......! کہ وہ نہایت اعلیٰ درجے کا دانشمند اور علم اور عمل کا مثالی نمونہ ہوگا۔ اُمت کے تمام معاملات اس کے سُپرد ہوں گے۔
یہی وہ عظیم شخصیت ہے۔ جس کے آنے کی بشارت سب پہلے گزرنے والوں نے دی ہے۔

خوب سمجھ لو......! کہ وہ اللہ کی آخری حُجت ہے۔ اس کے بعد کوئی نئی حُجت نہیں ہوگی۔

حق صرف اس کے ساتھ ہوگا۔ نُور صرف اس کے پاس ہوگا۔

خُوب سمجھ لو......! کہ اس پر کوئی غالب نہیں آ سکے گا۔ نہ کوئی اس پر فتح پا سکے گا۔

یاد رکھو......! کہ وہ اللہ کی زمین میں اللہ کا ولی ہے۔

وہ اللہ کی مخلوق پر اس کا مقرر کیا ہوا با اختیار حاکم ہے۔

وہ ہر ظاہر اور پوشیدہ پر اللہ کا امانت دار ہے۔

لوگو......! میں نے تمہارے لئے سب کچھ صاف صاف بیان کر دیا ہے......

سب کچھ تمہیں سمجھا دیا ہے......

میرے بعد یہ علیؑ تمہیں سمجھایا کرے گا۔

'مولا علیؑ کی بیعت':

پیارے بچو......! جب اُمت پر اللہ کی جانب سے حاکم مقرر کیا جاتا تھا۔ تو اُس پر ایمان لانے والے اس کی بیعت کرتے تھے۔ 'بیعت' سے مراد یہ ہے کہ حاکم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ اقرار کرنا کہ ہم ان کی ہر بات ماننے کے پابند ہوں گے۔ جس طرح یہ حکم دیں گے۔ اسی طرح کریں گے۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تمام اسلام لانے والوں سے بیعت لی تھی۔ ان مین خواتین بھی شامل تھیں۔ ان سے بیعت لینے کا طریقہ یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پانی سے بھرے ہوئے ایک پیالے میں ہاتھ ڈال کر نکال لیتے تھے۔ اس کے بعد بیعت کرنے والی خاتون پانی میں ہاتھ ڈال کر اقرار کرتی تھی۔

میدان غدیر میں مولا علیؑ کی بیعت اللہ کے حکم سے کی گئی جس کو حکم رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سب تک پہنچایا۔ اسے اپنے خطبے میں انہوں نے اس طرح بیان کیا۔

"لوگو......!! سمجھ لو کہ جب میں اپنا خطبہ ختم کر لوں گا۔ تو تمہیں بلاؤں گا۔ علیؑ کی بیعت کرنے کیلئے...... اس کی امامت کا اقرار کرنے کے لئے تمہیں میرے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہوگا اور اس کے بعد خود علیؑ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ان کی بیعت کرنا پڑے گی۔

آگاہ ہو جاؤ......!! کہ میں نے اللہ کی بیعت کی ہے۔

اور علیؑ نے میری بیعت کی ہے۔

اور میں اللہ کے حکم سے علیؑ کیلئے تم سب سے بیعت لے رہا ہوں۔

اب جو کوئی بھی اس کو توڑے گا۔ وہ اپنے نقصان کا خود ذمہ دار ہوگا۔"

حج کرنے کی تاکید:

"لوگو......! صفا و مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔

"پس جو شخص خانۂ خدا کا حج کرے یا عمرہ ادا کرے تو اسکے لئے صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سعی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔" (سورہ بقرہ: ۱۵۸)

لوگو......! خانۂ خدا کا حج کرو...... اس لیئے کہ جو گھرانہ حج بیت اللہ کیلئے جائے گا۔ اللہ اُسے غنی کر دے گا۔

جو استطاعت کے باوجود حج کرنے سے جی چرائیں گے۔ وہ فقیر ہو جائیں گے۔

لوگو......! جو شخص بھی عرفات میں وقوف کرتا ہے۔

اللہ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے......

پس...... جب وہ حج کرلے۔ تو اپنے اعمال کو نئے سرے سے شروع کرے۔

لوگو......! اللہ کی طرف سے حج کرنے والوں کو اس کا اجر دیا جاتا ہے۔

معاوضے کی صورت میں کہ اللہ اچھا کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔۔

لوگو......! بیت اللہ کا حج پورے علم اور معرفت کے ساتھ ادا کیا کرو۔

اس مقدس فریضے کے بعد توبہ اور گناہ سے اپنے آپ کو

پاک کیئے بغیر نہ جاتا......

'مولا علیؑ کی امامت کی تاکید پانچویں مرتبہ':

"لوگو......: نماز پڑھو زکوۃ ادا کرو۔ جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔
اگر تم اپنی کوتاہی کی وجہ سے دین کے احکامات کو بھول جاؤ۔
تو یہ علیؑ تمہارا مولاؑ ہے۔ یہ تمہیں پوری وضاحت کے ساتھ سمجھائے گا۔
اللہ نے اُسے میرے بعد اسی لئے تمہارا امام مقرر کیا ہے۔
اللہ نے اس کو میرا اور اپنا خلیفہ بنایا ہے۔
جو کچھ تم نہیں جانتے۔ وہ تمہارے لئے بیان کر دے گا۔
حلال اور حرام کے مسائل کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اتنے وقت میں انہیں بیان نہیں کیا جا سکتا۔
"البتہ میں تمہیں حلال کو ادا کرنے اور حرام سے منع کرتا ہوں۔
اے لوگو......! جان لو کہ مجھے اس وقت یہ حکم دیا گیا ہے کہ امیر المومنین علیؑ اور ان کے بعد جو امام ان کی اولاد میں سے ہیں۔ ان کیلئے تم سے بیعت لے لوں۔
وہ سب مجھ سے اور علیؑ سے ہیں۔ ان کی امامت قیامت تک ہے۔
ان میں ہی مہدی برحق ہے۔ جس کا ہر فیصلہ حق ہوگا۔
لوگو......! میں نے حلال اور حرام کی جو حدیں مقرر کر دی

ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ نہ کوئی تغیر برپا کیا جا سکے گا۔

لہٰذا.....! تم اس کو یاد رکھو..... اس کی حفاظت کرو۔ اس کے بارے میں ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہو۔ میری شریعت کے کسی حکم کو بھی بدلنے کی کوشش نہ کرنا۔

دیکھو.....! میں ایکبار پھر اس کو دوہراتا ہوں۔ کہ یاد رکھو..... نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ نیک کام کرنے اور بُرائی سے بچنے کا حکم دیتے رہنا۔ یہ بھی سمجھ لو کہ نیکی کا حکم دینے میں سب سے پہلے اس بات کو ہر بات پر ترجیح دو کہ میرے قول اور میری شریعت پر عمل کرو۔"

اعلان 'خلافت مولا علیؑ ہر ایک تک پہنچانے کی تاکید':

"دیکھو..... اے لوگو.....!! سب سے بڑا نیکی کا عمل یہ ہے کہ اس وقت جو لوگ یہاں موجود نہیں ہیں۔ ان تک یہ پیغام پہنچا دو۔

کوشش کرو کہ ہر شخص اس پیغام کو قبول کرے۔

کوئی اس کی مخالفت نہ کرنے پائے۔

کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے۔

'امامت کی اہمیت':

لوگو.....! یاد رکھو۔ جب تک تمہارے درمیان امام

ہو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل نہیں ہوسکتا۔

لوگو......! قرآن تمہیں بتا رہا ہے کہ علیؑ کے بعد ان کے فرزند ہی امام برحق ہیں۔

اور میں یہ بھی تمہیں بتا چکا ہوں کہ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔

اسی بارے میں خداوند عالم کا قرآن میں ارشاد ہے۔

"اُسی نے سلسلۂ امامت کو ابراہیم کی نسل میں برقرار رکھا ہے۔ (سورۂ زخرف:۲۸)

اور میں نے بھی یہ کھول کر بیان کر دیا ہے کہ جب تک تم اہلبیتؑ کے ساتھ تمسک (جڑے رہو گے) رکھو گے۔ کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

'قیامت کا دن':

"لوگو......! پرہیزگاری اختیار کرو، پرہیزگاری اختیار کرو۔ قیامت سے ڈرو، قیامت کا زلزلہ بڑا ہولناک ہے۔" (سورہ حج:۱) موت کو یاد رکھو، حساب کو یاد رکھو۔ اللہ کے حضور...... باز پرس اور حساب کتاب کو یاد رکھو...... ثواب اور عذاب کو یاد رکھو...... قیامت کے روز جو شخص نیکی لیکر آئے گا۔ اُسے ثواب دیا جائے گا۔ جو شخص بدی لے کر آئے گا۔ اس کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔

'امیر المومنین مولا علیؑ کی بیعت':

لوگو......! تمہاری تعداد اس سے بہت زیادہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر تم سے بیعت لی جا سکے۔

لیکن اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری زبان سے اس کا اقرار کرالوں۔ کہ میں نے اللہ کے حکم پر علیؑ کو مومنین کا امیر مقرر کر دیا ہے۔ اس کے بعد ان آئمہ طاہرین کی بیعت لوں۔ جو میری اور علیؑ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ یہ میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ میری نسل علیؑ کی اولاد سے چلے گی.....''

'سب مل کر کہو':

اچھا......! تو لو......اب تم سب مل کر کہو......!!!

کہ آپ نے علیؑ اور اولاد علیؑ کے بارے میں ہمارے اور اپنے پروردگار کا جو پیغام دیا ہے۔ ہم سب نے سُن لیا ہے۔ ہم اس پر راضی ہیں۔ اور آپ کے فرماں بردار ہیں۔

ہم اپنے دل سے، اپنی جان سے، اپنی زبان سے اور اپنے ہاتھ سے اس پر بیعت کرتے ہیں۔ ہم اسی پر جئیں گے اور اسی پر مریں گے......

یہی عقیدہ لیئے ہوئے حشر کے میدان میں حاضر ہوں گے۔

ہم اس میں کوئی ردو بدل نہیں کریں گے۔ نہ ہی کسی شک و شبے کو اپنے قریب آنے دیں گے۔ نہ کبھی اس عہد سے پھریں گے۔ نہ اس وعدے کو کبھی توڑیں گے۔"

"ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کی اطاعت کریں گے اور آپ کی اور امیر المومنین علیؑ کی اطاعت کریں گے اور ان اماموں کی جو ان کی اولاد میں سے ہیں۔"

امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا مقام:

"اے لوگو......! میں علیؑ کی اولاد کا جو حسنؑ اور حسینؑ کے بعد ہوں گے۔ پہلے ہی ان کا تعارف کروا چکا ہوں۔

اور ان دونوں کا مقام اور مرتبہ جو میرے پروردگار کے نزدیک ہے۔

وہ بھی تمہیں اچھی طرح سے دکھلا چکا ہوں۔

یہ دونوں جوانان جنت کے سردار ہیں۔

یہ دونوں اپنے والد علیؑ کے بعد امام ہیں۔

یہ میرے بیٹے ہیں۔

اور میں اللہ کے حکم سے علیؑ سے پہلے ان کا باپ قرار دیا گیا ہوں۔

پھر عہد لیا جاتا ہے:

"اب تم سب یہ بھی کہو......!!

ہم نے اس معاملہ میں اللہ کی اطاعت کی اور آپ کی اطاعت کی۔

علیؑ کی اطاعت کی اور حسنؑ و حسینؑ کی اطاعت کی اور ان آئمہ کی اطاعت کی جن کا آپ نے ذکر کیا۔

یہ بیعت ہے۔ جو امیر المؤمنین کے لئے ہم دل سے، جان سے، زبان سے اور ہاتھوں سے کرتے ہیں۔ جیسے رسولؐ اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر لی گئی ہے۔

اور حسنؑ و حسینؑ کی جن کو انہوں نے (رسولؐ اللہ) اپنے ہاتھوں پر اُٹھایا اور اپنی زبان سے بھی ان کی بزرگی اور مقام جتایا۔

ہم ان کے بجائے کسی اور سے محبت نہیں کریں گے۔

جب تک جان میں جان باقی ہے۔ ہم یہ عہد نہیں توڑیں گے۔

ہم آپ کی طرف سے یہ بات اپنی اولاد اور اپنے خاندان میں دور اور نزدیک کے ہر فرد تک پہنچا دیں گے۔

ہم اللہ کو گواہ کرتے ہیں۔ اللہ کی گواہی کافی ہے۔

آپ بھی اس معاملے میں ہمارے گواہ رہیں۔

اس عہد کا ہر وہ شخص گواہ رہے۔ جو اللہ کا فرماں بردار بندہ ہے۔

خدا کی تمام مخلوق خواہ نگاہوں کے سامنے ہے یا پوشیدہ اور اللہ تعالیٰ کے سارے فرشتے اور اس کے لشکر اور اس کے

تمام بندے اس کے گواہ ہیں اور سب گواہوں سے بڑھ کر
خود اللہ تعالیٰ اس کا گواہ ہے۔
جو ہر گواہ سے بڑا اور بہت بڑا گواہ ہے۔
اے لوگو......!! بتاؤ۔ اب تم کیا کہنا چاہتے ہو......؟؟
اللہ ہر آواز کو پہنچانتا ہے۔
دلوں میں چھپے ہوئے ہر راز کو جانتا ہے۔
"لہٰذا جو ہدایت کا راستہ اختیار کرے گا۔ وہ اپنا بھلا کرے گا۔
جو سیدھا راستہ چھوڑ کر گمراہ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔" (سورہ زمر:۴۱)
"اور دیکھو۔ بیعت کرنے والا اللہ کی بیعت کرتا ہے۔
اللہ کا ہاتھ ہمیشہ اونچا رہتا ہے۔" (سورہ فتح:۱۰)

مولا علیؑ اور فرزندان علیؑ کی بیعت:

"اے لوگو......! اللہ سے ڈرو......!!
امیر المومنین علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور ان کے فرزندوں کی بیعت کرو۔ یہ آئمہ کلمۂ باقیہ ہیں۔
اے لوگو......! بیعت کرلو...... اس کے بعد جو غداری کرے گا۔ اللہ اس کو ہلاک کرے گا۔ جو وفادار ہوگا۔ اللہ اس پر رحم فرمائے گا۔
"جو اس بیعت کو توڑ دے گا۔ اُسے خود ہی اس کا نقصان

اُٹھانا پڑے گا۔" (سورہ فتح: ۱۰)

مولا علیؑ کو امیر المومنین کہو:

"اے لوگو......! جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں...... اُسے دوہراؤ......!!!
اور اسی وقت علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو۔
اور یہ بھی کہو کہ ہم نے سُن لیا اور مان لیا۔
اے ہمارے پروردگار......! ہم تیری بخشش کے طلبگار ہیں۔
ہمیں تیری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔
یہ بھی کہو کہ سب تعریفیں اُس اللہ کیلئے ہیں۔
جس نے ہمیں ان باتوں کی ہدایت فرمادی۔
اگر اللہ ہماری رہبری نہ کرتا۔ تو ہم ہدایت نہ پاتے۔"

مولا علیؑ کے فضائل:

اے لوگو......!! اللہ نے علیؑ کو بہت سی فضیلتیں عطا کی ہیں۔
اور جو کچھ فضائل اُس نے قرآن میں نازل فرمائے ہیں۔
وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ انہیں کسی ایک جگہ یا کسی ایک خطبہ میں بیان کیا جاسکے۔
لہٰذا یہ بات یاد رکھو کہ اگر کسی شخص نے علیؑ کے فضائل تمہارے سامنے بیان کیئے۔ تو تم ان کی تصدیق کرنا۔
اے لوگو......!! جو کوئی اللہ، اس کے رسولؐ اور علیؑ ابن ابی

طالبؑ اور ان تمام اماموں کا جن کا میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں اطاعت کرے گا۔ تو اس کا کیا کہنا۔ وہ یقیناً بہت بڑی کامیابی حاصل کرے گا۔

لوگو......!! جو علیؑ سے بیعت کرنے میں، ان کا حکم ماننے میں، ان کو امیر المومنین تسلیم کرنے میں آگے ہوں گے۔ وہ جنت کی فضاؤں میں اس کی بہترین نعمتوں کو حاصل کرنے میں کامیاب و کامران ہونگے۔

لوگو......!!! وہ بات کہو...... جس کے کہنے سے اللہ تم سے راضی ہو...... اور اگر تم لوگ اور زمین پر آباد تمام لوگ کافر بھی ہو جائیں۔ تو بھی اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

"اے میرے پالنے والے......!! تمام مومنین کو بخش دے۔ اور جو کفر کی راہ پر چلنے والے ہیں۔ ان پر اپنا غضب نازل فرما......

"سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔"......

'خطبہ ختم ہوا':

خطبہ ختم ہو گیا۔ لیکن ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہؓ کی آوازوں کی گونج پھر بھی سنائی دیتی رہیں۔ اتنے لوگوں کا مجمع کچھ کم تو نہیں ہوتا...... ہر طرف وہ آوازیں ہی آوازیں تھیں۔ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظوں کو دوہرا رہے تھے۔ ہر

ایک مولا علیؑ کی زبانی بیعت کر رہا تھا۔

کس کی مجال تھی کہ اللہ اور رسولؐ کے حکم سے انکار کرتا...... جو اللہ کے حکم پر سب مسلمانوں سے مولا علیؑ کی بیعت لے رہے تھے۔ ہر طرف یہی آوازیں تھیں۔ ہر طرف علیؑ علیؑ، مولا علیؑ کی پکار تھی۔ فضائیں اس آواز سے گونج رہی تھیں۔ ہوائیں ان آوازوں کو خوشی سے لہرا لہرا کر دُور دُور تک پہنچا رہی تھیں۔ آسمانوں پر فرشتے ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے۔ حُوریں درود وسلام پڑھ رہی تھیں۔ مولا علیؑ کے چاہنے والوں کی خوشی کا تو ٹھکانہ نہیں تھا...... وہ خوشی سے جھوم جھوم کر مولا علیؑ کے نام کا ورد کر رہے تھے۔

'مولا علیؑ کی تاج پوشی':

اور مولا علیؑ کا خوبصورت چہرہ چودھویں کے چاند سے بھی زیادہ روشن اور پیارا لگ رہا تھا۔ مولا علیؑ کے چاہنے والے اس حسین چہرے پر قربان ہوئے جا رہے تھے۔ اگلی صفوں کے لوگ پلانوں کے اونچے منبر کی طرف دوڑے کہ مولا علیؑ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنے میں سب سے پہلے ان کا نام ہو...... لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں روک دیا۔

دُنیا کا تو یہ طریقہ ہے کہ جب کسی بادشاہ کی تاج پوشی ہوتی ہے یا کسی شہزادے کی ولی عہدی کا اعلان کیا جاتا ہے۔ تو زرق برق لباس پہنے جاتے ہیں۔ ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تاج اور زیورات سجائے جاتے ہیں۔ نغمے گائے جاتے ہیں اشرفیاں نچھاور کی جاتی ہیں۔ انعام واکرام دیئے جاتے ہیں اور کیا کچھ نہیں ہوتا......

لیکن یہ جشن تاج پوشی تو دین و دنیا کے ولی عہد کا تھا۔ یہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی کی روح پرور تقریب تھی۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر منعقد کی جا رہی تھی۔ ایسا جشن دنیا کی تاریخ میں نہ کبھی پہلے منایا گیا...... نہ منایا جا سکتا ہے۔ نہ منایا جائے گا۔

کیوں کہ یہ تقریب اللہ کے پسندیدہ دین کے مکمل ہونے کی تھی۔ اس میں حکومت الہیہ کو اللہ کی آخری کتاب کے مطابق چلانے والے خلیفہ کا تقرر اللہ کی جانب سے کیا گیا تھا۔ اس خوشی کے موقع پر اللہ کی جانب سے قرآن پاک کی آیات کی سوغات جبرئیل امینؑ لیکر آئے...... درود و سلام کی صداؤں سے فضائیں گونج رہی تھیں۔ مولا علیؑ کے چاہنے والے خوشی سے پھولے نہیں سماتے تھے۔ ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو مسلسل بہہ رہے تھے۔

یہ تاج پوشی ہر لحاظ سے اپنا ایک علیحدہ انداز رکھتی تھی۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علیؑ کو قریب بلایا اور ارشاد فرمایا:

"عرب کا تاج عمامہ":

"اے علیؑ ......! عمامے عرب کے تاج ہیں"...... اس کے ساتھ ہی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علیؑ کے سر اقدس پر عمامہ باندھا...... یہ تاج پوشی ملک ولایت اور امامت کی تھی۔ گویا سارے جہانوں کے ہادی برحق اور رہبر اللہ کے حکم پر جانشینی کا یہ تاج مولا علیؑ کو پہنا رہے تھے۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک لقب "صاحب التاج" بھی ہے۔

علامہ شبلنجی فرماتے ہیں کہ تاج سے مراد عمامہ ہے۔ حضور صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم بھی عمامہ پہنا کرتے تھے۔ انہوں نے مولا علیؑ کو جو عمامہ پہنایا۔وہ دین ودُنیا کا تاج تھا۔ اسی لئے مولا علیؑ کو تاجدار ولائیت، امیر کائنات، امیر المومنین اور امام المتقین اور تاجدار اقلیم امامت کہا جاتا ہے۔

'سحاب، عمامہ'

دین اسلام کی تہذیب اور تمدن ساری دُنیا سے علیحدہ ہے۔ یہاں عمامہ بھی اپنا ایک نام رکھتا ہے۔ مولا علیؑ کو جو عمامہ پہنایا گیا......اس کا نام 'سحاب' تھا۔ جس کا رنگ سفید تھا۔ سحاب کا مطلب بادل ہے۔ تمام مشہور کتابوں میں مولا علیؑ کی تاج پوشی اور دستار بندی کا حال تفصیل سے لکھا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ 'دستار بندی' کی رسم یہیں سے چلی ہے۔ جو آج بھی روحانی محفلوں میں کی جاتی ہے۔

ابن شاذان کہتے ہیں...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے مولا علیؑ کے سر اقدس پر عمامہ باندھا۔ جس کا ایک کنارہ پشت پر لٹکا دیا اور دوسرا سرا سامنے کندھوں پر ڈال دیا۔ اور مولا علیؑ سے فرمایا......

''اے علیؑ ذرا پیچھے مڑو............!

مولا علیؑ نے حکم کی تعمیل کی......

پھر فرمایا...... ''اب میری طرف رُخ کرو......''

مولا علیؑ نے چودھویں کے چاند سے بھی بڑھ کر خوبصورت چہرہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کیا۔ تو انہوں نے بڑے پیار سے امامت کے اس تاجدار کے حسین چہرے کو دیکھا۔ پھر بڑی محبت سے سر سے پیر تک

ایک نگاہ ڈالی۔ اور سچے رسولؐ نے سچے لہجے میں فرمایا

"فرشتے میرے پاس اسی طرح عمامہ پہن کر آتے ہیں۔"

ایک مشہور کتاب 'کنز العمال' میں مولا علیؑ کے حوالے سے ایک بہت لمبی روایت لکھی گئی ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ غدیر خُم میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے سر پر عمامہ رکھ چکے۔ تو فرمایا۔

"اے علیؑ !! بدر وحنین کے معرکوں میں اللہ نے جن فرشتوں کے ذریعے ہماری مدد کی تھی۔ وہ عمامہ پہنے ہوئے تھے۔ عمامہ کفر اور ایمان کے درمیان فرق قائم کرتا ہے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عمامے سحاب کو بہت پسند فرماتے تھے۔ کیونکہ اس سے غدیر کے اعلان کی یاد وابستہ تھی۔ جب کبھی مولا علیؑ ...... اس عمامے کو پہنے ہوئے تشریف لاتے تھے۔ تو حضور سرور کائنات صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرماتے تھے...... "دیکھو...... ! علیؑ سحاب میں آ رہے ہیں۔" گویا وہ اس عمامے کی اہمیت بتا کر لوگوں کو حدیث غدیر کی یاد دلانا چاہتے تھے۔

'مبارکباد کا جشن':

جیسے ہی عمامہ مولا علیؑ کو پہنا دیا گیا۔ ہر طرف مبارک سلامت کا شور مچ گیا۔ صحابہؓ بڑھ بڑھ کر مبارکباد دینے لگے۔ اس وقت دربار رسالت کے شاعر حسانؓ بن ثابت نے آگے بڑھ کر کہا۔

"یا رسول اللہ! اگر اجازت ہو تو میں خوشی کے اس موقعے پر ایک قصیدہ پڑھوں۔ جو میں نے ابھی ابھی کہا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت خوشی سے اجازت دی۔

''آؤ حسان اس سعادت کو حاصل کرو۔ اللہ اس مدح، تعریف و توصیف میں برکت عطا کرے گا۔''

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دُعا کی برکت سے آج چودہ سو سال بعد بھی مولا علیؑ کی شان میں شاعر قصیدے لکھتے نہیں تھکتے۔ جتنے قصیدے ان کی شان میں لکھے گئے ہیں۔ اس کی نہ کوئی گنتی کر سکتا ہے۔ نہ اس کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے۔ اور انشاء اللہ قیامت تک اسی طرح مولاؑ علی کی شان میں قصیدے پڑھے اور لکھے جاتے رہیں گے۔

'حسان بن ثابت کا قصیدۂ غدیر':

حضرت حسان بن ثابت کو اجازت ملی۔ پلانوں کے منبر پر ان کی جگہ بھی بنا دی گئی۔ ان کے اس تاریخی قصیدے کے بہت سے اشعار مشہور کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت حسان کے اس قصیدے نے اس جشن مبارکباد کی خوشی کو اور دوبالا کر دیا...... وہ جیسے جیسے قصیدہ پڑھتے تھے۔ صحابہؓ داد دیتے اور نعرے لگاتے تھے۔ ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔

''رسولؐ اللہ نے غدیرِخم پر سب کو پکارا
یہ پکارنے والا کتنی عزت والا تھا......
سب نے رسولؐ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا۔
تمہارا ولی، تمہارا مولا، کون ہے......؟؟
سب نے کہا کہ ہم نے کبھی کسی عام آدمی کو نہیں مانا

ہمارا مولاؑ ......تو اللہ اور آپ کی ذات ہے۔
تو رسولؐ اللہ نے فرمایا...... "علیؑ اُٹھو.......!!!
کیونکہ...... میں اللہ کے حکم پر یہ اعلان کر رہا ہوں کہ
جس جس کا میں مولا ہوں، اس اس کا یہ علیؑ بھی مولا ہے۔
پس رسولؐ اللہ کے لبوں پر یہ دُعا جاری ہوئی
اے پروردگار......!!! تو علیؑ کو ولی ماننے والوں سے محبت رکھ۔
جو اس سے دشمنی رکھے، اُس سے دشمنی رکھ
یہ علیؑ جو مولا، بلند تر اور ہادی ہے۔"
یہ قصیدہ درود وسلام، مبارکباد، واہ، واہ سبحان اللہ کے شور میں ختم ہوا۔

منکر پر عذاب:

یہ بھی ایک بے حد عجیب واقعہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد مبارک میں بہت سے ایسے موقعے آئے۔ جب کافروں نے ظلم کی حد کر دی۔ جبرئیل امینؑ اللہ کی طرف سے یہ پیام لے کر آئے کہ اگر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاہیں۔ تو ان لوگوں پر عذاب نازل کیا جائے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو رحمت للعالمین ہیں۔ سارے زمانے کے لئے انہیں رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے...... انہوں نے قوم کی ہدایت کی دُعا کی...... ان کیلئے عذاب کی بدُعا کبھی نہیں کی۔

مگر غدیر میں ایک ایسا بدقسمت انسان بھی تھا۔ جس کو حسد نے اس قدر پاگل کر دیا۔ کہ اُس نے خود ہی اللہ سے عذاب مانگا اور سب کے سامنے

اس کا مزہ چکھا...... اللہ نے اس کا تذکرہ قرآن پاک کی سورۂ معارج (پارہ ۲۹) کی پہلی آیت میں کر کے اسے ہمیشہ کیلئے باعث عبرت بنا دیا۔

تاریخ کی کتابوں میں اس طرح کے دو واقعات ناموں کے فرق کے ساتھ درج کیئے گئے ہیں۔ جن میں ایک واقعہ مسجد نبوی میں پیش آیا اور دوسرا میدان غدیر میں۔ جب ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اعتراض کر کے اللہ کا عذاب مانگا...... دونوں پر عذاب نازل ہوا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گئے۔

غدیر کا منکر:

عالم اسلام کی تیس سے زیادہ بڑی کتابوں میں اس واقعے کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ جب حضرت حسان بن ثابت کا قصیدہ ختم ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولا علیؑ کی بیعت کرنے اور انہیں مبارکباد دینے کا حکم دیا۔ تو ایک شخص گھوڑا دوڑاتا...... صفوں کو چیرتا...... رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا...... اور بڑی جرأت سے گستاخانہ لہجے میں بولا...... "میرا نام جابر ابن نضر ابن حارث بن کلدۃ العبدی (یا نعمان بن حارث فہری) ہے۔ یا رسولؐ اللہ! آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ کو مانیں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آپ اللہ کے رسولؐ ہیں اور ہم نماز پڑھیں...... روزہ رکھیں، حج کریں اور زکوۃ دیں۔ ہم نے آپ کی یہ سب باتیں مانیں۔ مگر آپ نے اس پر بس نہیں کی اور اب اپنے چچا زاد بھائی کی فضیلت بھی ہم سے منوانا چاہتے ہیں اور انہیں ہمارا حاکم بنانا چاہتے ہیں۔ کیا یہ بات اللہ کی طرف سے

ہے یا آپ اپنی طرف سے یہ حکم دے رہے ہیں"؟

یہ تھی ان عربوں کی ہٹ دھرمی۔ حسد اور دشمنی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام اور مرتبے سے چشم پوشی کہ وہ تمام خطبہ سُن چکا تھا۔ جس میں بار بار حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے۔ مگر وہ پھر بھی ڈھٹائی سے پوچھ رہا تھا کہ کیا یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے۔

صحابہؓ نے ڈانٹ کر اُسے بھگانا چاہا لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا اور اُس شخص کے ساتھ بڑے تحمل اور نرمی سے مخاطب ہوئے اور قسم کھا کر فرمایا......

"قسم اُس ذات کی...... جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے۔"

پیارے بچو......! ذرا غور کرو کہ اس شخص کو مولا علیؑ سے کتنا حسد تھا۔ وہ ان کی دشمنی میں اتنا پاگل ہوا کہ اُسے اپنی جان کی پروا بھی نہیں رہی۔

اُس نے بُرا سا منہ بنا کر کہا...... "اے اللہ!! اگر یہ بات جو محمدؐ کہہ رہے ہیں۔ وہ سچ ہے۔ تو آسمان سے مجھ پر پتھر آ پڑے یا مجھے عذاب الیم پہنچے۔"

جیسے ہی اس نے اپنے الفاظ ختم کیئے اور سواری کی باگ موڑی۔ آسمان سے ایک پتھر اس کے سر پر آ کر گرا اور سر میں سے گزر کر جسم کو چھیدتا ہوا نیچے سے نکل گیا۔ وہ ملعون وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اس کا یہ حشر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر لوگوں کے دلوں پر ہیبت چھا گئی۔ لوگ خوف خُدا سے لرز گئے۔ توبہ استغفار

کرنے لگے۔ جن جن کے دلوں میں کھوٹ تھا۔ انہیں بھی عبرت آمیز سبق مل گیا۔

کچھ دیر کیلئے ہر طرف گہرا سناٹا چھا گیا۔ خوف کی ایک فضا دلوں پر طاری ہوئی۔ اللہ کی عظمت ذہنوں پر روشن ہوئی...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خوف کی فضا کو پھر خوشی سے بدلا اور حکم دیا...... "علیؑ کے لئے خیمہ بپا کیا جائے اور مسلمان ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کریں۔"......

'مولا علیؑ کی بیعت':

خیمہ لگایا گیا...... اس کا پردہ اُٹھا دیا گیا۔ مولا علیؑ سفید عمامہ 'سحاب' پہنے ہوئے۔ خیمے کے در پر تشریف فرما ہوئے...... تو ان کے نورانی چہرے کو دیکھ کر آفتاب بھی شرما گیا...... صحابہ تیزی سے آگے بڑھے اور خوشی خوشی مولا علیؑ کو مبارکباد دینے، ان کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرنے اور ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنے لگے......

تاریخوں میں خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ کی بیعت کا ذکر اور ان کے الفاظ کو خاص طور پر محفوظ کیا گیا ہے...... وہ بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے......

'حضرت عمرؓ کا بیعت کرنا':

"مبارک ہو، مبارک ہو......!!! اے ابو طالبؑ کے بیٹے...... واہ!!!
ہماری خوش نصیبی کہ آج سے آپ میرے اور تمام مومنین اور مومنات کے مولاؑ اور حاکم ہو گئے ہیں۔"

مولا علیؑ کی بیعت اور تاج پوشی کا یہ جشن تین دن تک جاری رہا۔.....
صحابہؓ نے بڑھ چڑھ کر بیعت کی امہات المومنینؓ اور دوسری خواتین کو بھی مبارکباد دینے اور بیعت کرنے کا موقع دیا گیا۔

خطبہ غدیر کے دُور دُور تک پھیلنے کا انتظام:

اس دور میں ایسے ذرائع موجود نہیں تھے۔ جن کے ذریعے کسی خبر کو دُور دُور تک پہنچایا جاتا ہے۔ مثلاً اخبار، ریڈیو، ٹی۔ وی وغیرہ..... لیکن یہ اللہ کا حکم تھا۔ جسے دُور دُور تک پھیلانے کا انتظام بھی اللہ نے ہی کیا تھا۔ ایک لاکھ چالیس ہزار صحابہؓ عرب کے مختلف علاقوں سے آئے تھے۔ انہوں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اپنے کانوں سے سُنا..... لہٰذا جب وہ اپنے اپنے علاقوں میں پہنچے..... تو انہوں نے اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا جو حج پر نہیں گئے تھے اور اس کا حکم بھی دیا گیا تھا۔

اس کے علاوہ تین دن جشن غدیر میں شرکت کی وجہ سے انہیں اپنے اپنے علاقوں میں پہنچنے میں دیر ہوگئی..... تو ان کے رشتہ دار فکرمند ہوئے۔

ایک دوسرے سے وہ اپنی تشویش کا اظہار کرنے لگے۔ اور جب یہ سوا لاکھ صحابہؓ اپنے اپنے علاقوں میں پہنچے..... تو ان سے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی گئی۔ تو انہوں نے یہ سارے واقعات لوگوں کو سُنائے..... اس طرح یہ واقعہ لوگوں کی زبانوں پر چڑھ کر ہر طرف پھیل گیا۔

خطبۂ غدیر کی اہمیت گھٹانے کی کوششیں:

خطبۂ غدیر دینِ اسلام کی تاریخ کا ایک بہت اہم موڑ تھا۔ آخری

نبوت کا سلسلہ ختم ہونے والا تھا۔ امامت کا آغاز ہونے جا رہا تھا...... اللہ نے جو آخری دین انسانیت کی بھلائی کے لئے اس دُنیا میں بھیجا تھا۔ جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طویل جدوجہد کے بعد دُور دُور تک پھیلا دیا تھا۔ تو اُسے بے آسرا تو نہیں چھوڑنا تھا۔ اس کے محافظ، اس کی تعلیمات پر عمل کرنے والے اور اس میں پیش آنے والی مشکلات کو حل کرنے کیلئے کسی خُدائی نمائندے رہنما اور ہادی کی ضرورت تھی۔ وہ کون ہوگا......؟؟ اس کا اعلان خم غدیر میں کر دیا گیا۔ تا کہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جانشین مقرر کیئے بغیر دُنیا کو چھوڑ دیا۔

لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ خود کسی کو اپنا جانشین مقرر کر دیتے۔ بلکہ یہ اللہ کی طرف سے تھا۔ جس کا اعلان سوا لاکھ صحابہؓ جو حاجی بھی تھے۔ ان کے درمیان کر دیا گیا۔ یہ ایک بہت ہی واضح اور کھلا ہوا اعلان تھا۔ جس کی بار بار تاکید کی گئی اور اُسے بھلانے والوں، اس کا انکار کرنے والوں اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سخت عذاب کی خبر دے کر انجام سے ڈرایا گیا تھا۔ اسے دوسروں تک اور آنے والی تمام نسلوں تک پہنچانے کا حکم دیا گیا تھا۔

لہٰذا تاریخ لکھنے والے، قرآن پاک کی تفسیر لکھنے والے یہ جُرأت نہیں کر سکے کہ اس سے بالکل ہی انکار کر دیں۔ اور یہ اللہ کا خاص بندوبست تھا کہ اس حدیث سے کوئی انکار نہیں کر سکا۔ یہ ایک متواتر حدیث کے طور پر ہمیشہ بیان کی جاتی رہی۔

لیکن وہ مفاد پرست لوگ جن کے ارادے اس سے باطل ہوتے

تھے۔ یا جو اپنے مخصوص مفادات کی وجہ سے مولا علیؑ کی جانشینی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ انہوں نے بظاہر اس حدیث سے انکار تو نہیں کیا۔ لیکن اس کے معنوں کو بدل کر کوشش کی کہ اس کی اہمیت گھٹائی جائے...... اور وہ اس میں کامیاب بھی ہوئے۔

اعلان غدیر کو بالکل بھلا کر مولا علیؑ کو خلافت سے محروم کر دیا گیا۔ لیکن 'حدیث غدیر' پھر بھی موجود ہے اور اس سے انکار کرنے والوں کو ان کے انجام کی خبر دے رہی ہے۔

'لفظ مولا کے معنوں میں مغالطہ':

عربی زبان ایک بہت بڑی زبان ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ کے کئی کئی مطلب ہیں۔ زیر، زبر پیش کے ساتھ بھی معنے کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں۔ عربی زبان میں لفظ 'مولیٰ' کے تقریباً ستائیس معنے بیان کیے گئے ہیں۔ مثلاً دوست، غلام، حاکم، آقا وغیرہ...... معنوں کی اس کثرت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے وہ لوگ جو اقتدار اپنے پسندیدہ لوگوں کو دینا چاہتے تھے۔ انہوں نے لفظ 'مولیٰ' سے دوست کا معنی لیا...... اور اسے ہی مشہور کر دیا۔

ان لوگوں کا خیال ہے کہ لفظ 'مولیٰ' حاکم، سربراہ اور اقتدار رکھنے والے کے معنی میں استعمال نہیں ہوا۔ بلکہ اسے دوست، چچازاد بھائی وغیرہ کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ بھی تیار کر لیا گیا۔

مولا علیؑ چونکہ حجۃ الوداع میں یمن سے آ کر شامل ہوئے تھے۔ جہاں انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مہم پر بھیجا تھا۔ اس لیئے یہ واقعہ

اسی مبہم سے منسوب کیا گیا۔ کہ یمن سے آنے والے کچھ لوگوں نے جن میں بریدہ اسلمی کا نام لے کر بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بارگاہ میں مولا علیؑ کی کچھ شکایت کیں۔ جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ناراض ہوئے اور انہوں نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔

"علیؑ کی شکایت نہ کیا کرو کہ میں جس جس کا دوست ہوں۔
یہ علیؑ بھی اس اس کے دوست ہیں۔"

لیکن یہ معنی اس قدر غلط ہیں کہ عام سمجھ بوجھ والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب سوا لاکھ صحابہ کو اکٹھا کر کے دین و دُنیا کا رہنما، آخری رسولؐ اور ہادی برحق اللہ کے حکم پر اتنا طویل خطبہ ارشاد فرمائے گا...... تو کیا لوگوں کو یہ بتانے کیلئے کہ علیؑ میری طرح سب کے دوست ہیں یا میرے چچا زاد بھائی ہیں۔

حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کے دوست نہیں رسولؐ ہیں۔ جن کا حکم ماننا، سب پر فرض ہے۔ جن کی پیروی کرنا سب پر واجب ہے۔ جن کی آواز سے آواز بلند کرنے پر سب اعمال ایک لمحے میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور پتہ بھی نہیں چلتا۔ جن کے بارے میں قرآن پاک میں اللہ کا فرمان ہے کہ اللہ کا رسول تمہیں جو دے۔ وہ لے لو اور جس سے روک دے۔ اس سے رُک جاؤ......

جن کو اللہ نے اتنا مقام اور مرتبہ دیا ہے۔ اُسے دوست کس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ جبکہ دوست ایک برابر کا انسان ہوتا ہے۔ جس سے ناراض بھی ہوا جا سکتا ہے۔ جس سے دوستی توڑی بھی جا سکتی ہے اور جس کو بُرا بھلا بھی کہا جا سکتا ہے۔ لہٰذا 'مولیٰ' کا مطلب دوست ہرگز نہیں۔

علی بن حمید اپنی کتاب ''شمس الاخبار'' کے صفحہ ۳۸ پر لکھتے ہیں۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب حدیث غدیر میں ''من کنت مولاہ'' کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''جس طرح اللہ میرا مولا ہے۔ اسی طرح میں مومنین کا مولیٰ ہوں اور اسی طرح سے جس کا میں مولا ہوں۔ علیؑ اس کے مولا ہیں۔''

'مامون الرشید کا دربار':

احمد بن عبد ربہ مامون الرشید کے دربار کا واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک بار مامون الرشید کے سامنے لفظ مولیٰ کے معنوں پر بحث مباحثہ ہو رہا تھا۔ تو اُس نے علماء سے بھری ہوئی محفل کو مخاطب کر کے کہا...... جو بات ایک بچے کے متعلق بھی نہیں کہی جا سکتی۔ اُسے پیغمبر جیسی عظیم شخصیت کے بارے میں کیوں کر کہا جا سکتا ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتہائی غیر معمولی حالات میں اتنے بڑے مجمع کو صرف یہ بتانے کیلئے روکا تھا کہ وہ جس کے دوست ہیں۔ علیؑ بھی اس کے دوست ہیں۔ یا وہ جس کے چچا زاد ہیں۔ علیؑ بھی اسکے چچا زاد بھائی ہیں...... دیکھو۔ تم لوگ اپنے عالموں کو دیوتا بنانے کی کوشش نہ کرو...... (عقد الفرید۔ جلد ۵ ص ۶۱)

'حسانؓ بن ثابت کا قصیدہ':

حضرت حسانؓ بن ثابت نے خم غدیر میں جو قصیدہ پیش کیا تھا۔ اس میں بھی انہوں نے 'مولیٰ' کا مطلب حاکم ہی لیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی اجازت سے ان کے سامنے ہی پڑھا ہے۔ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلب اس لفظ سے حاکم نہ ہوتا۔ تو وہ حسان بن ثابت کو ٹوک دیتے۔ کہ اس سے یہ مطلب نہ لیا جائے...... چونکہ انہوں نے نہیں ٹوکا۔ اس لئے اس کا یہی مطلب تسلیم کیا جائے گا۔

حضرت حسان بن ثابت نے اپنے قصیدے میں فرمایا:

''پھر رسولؐ مقبول نے فرمایا۔ اے علیؑ اُٹھو۔

میں نے اپنے بعد کے زمانے کیلئے

تمہیں اُمت کا امام اور ملت کا رہنما بنا دیا ہے۔

لہٰذا جس کا میں حاکم ہوں یہ بھی اس کا ولی و حاکم ہے۔

لوگو......! تم سب علیؑ کے سچے حامی اور تابعدار بنو۔''

'مولیٰ کے اصل معنی':

مولیٰ کے اصل معنی ''اولیٰ بالتصرف'' کے ہیں۔ جو تمام لغات میں موجود ہیں۔ جس سے مراد ایک ایسا حاکم ہے۔ جو اپنی رعایا پر خود ان سے بھی زیادہ حق اور اختیار رکھتا ہو۔ یعنی ایسا حاکم جس کی بات ٹالی نہیں جا سکتی۔ جس کا ہر حکم ماننا ہر حال میں فرض اور واجب ہے اور جس کی حکم عدولی نہیں کی جا سکتی۔

ہمارے علماء نے آلِ محمدؐ سے جو روایات نقل کی ہیں۔ ان میں لفظ مولا کا مطلب 'حاکم' ہی بیان کیا گیا ہے۔ اسی لئے ہم مولا علیؑ کو اپنا امام، اپنا رہبر، اپنا رہنما، اپنا مولا، اپنا امیر المومنین مانتے ہیں۔ ہم انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کا خلیفہ بلافصل وصی اور جانشین مانتے ہیں۔ کیونکہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے حکم پر انہیں ماننے کا حکم دیا ہے۔

یہ لفظ 'مولا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ اور اپنے لئے بھی۔ اس لیئے یہ ایک ایسی فضیلت ہے کہ ہم خاکی انسان اندازہ ہی نہیں کر سکتے کہ اس میں مولا علیؑ کی عظمت کس کس طرح سے ظاہر ہوتی ہے۔

'صحیفہ اور اصحاب صحیفہ':

'خطبہ غدیر' میں ان اصحاب کا ذکر بھی موجود ہے۔ جنہوں نے ایک سازش کے تحت آپس میں ایک معاہدہ کیا تھا۔ جسے باقاعدہ لکھا گیا تھا۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مولا علیؑ کی جانشینی کا اعلان نہ کرنے دیا جائے۔ لیکن اللہ نے ان کے بُرے ارادوں کو خاک میں ملا دیا...... میدان غدیر میں مولا علیؑ کی جانشینی کا اعلان ہوا۔ اور بار بار ہوا۔ کوئی اُسے نہیں روک سکا۔ جو آج تک زندہ ہے۔

مطلب پرست لوگ یہ اندازہ کر چکے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ آخری حج ہے۔ اس لئے وہ اپنے جانشین کے بارے میں بھی کوئی اعلان کریں گے اور یہ بھی سب کو معلوم تھا کہ اسلام کے لئے نمایاں خدمات انجام دینے کی وجہ سے جانشین رسولؐ مولا علیؑ کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا...... لہٰذا 'اصحاب صحیفہ' نے یہ صحیفہ تیار کرنے میں اتنی رازداری سے کام لیا تھا کہ امام محمد باقر علیہ السلام اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ خطبۂ غدیر میں

جب صحیفے کا لفظ آیا۔ تو لوگ اس کو نہ سمجھ سکے۔ صرف ان ہی لوگوں کو خبر ہوئی جنہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر سازش کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف یہ تحریر تیار کی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے لوگوں کے انجام کے بارے میں خطبۂ غدیر میں فرمایا:۔

''لوگو......! میں ایسے لوگوں سے بیزاری کا اعلان کرتا ہوں اور میرا خدا بھی ان سے نفرت کرتا ہے۔ لوگو......!! اس قسم کے پیشواء، ان کے ساتھی اور ان کے تمام پیروکار جہنم کے سب سے نچلے درجے میں جگہ پائیں گے اور یہی ان مغرور اور سرکش لوگوں کا ٹھکانہ ہے اور بہت بُرا ٹھکانہ ہے''

'انکار کرنے والوں کی سزا':

مولا علیؑ نے کئی بار اپنا حق خلافت ثابت کرنے کیلئے خطبۂ غدیر کا حوالہ دیا۔ اور وہاں موجود صحابہؓ سے فرمایا۔ کہ وہ گواہی دیں کہ انہوں نے خطبہ غدیر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سُنا تھا کہ:

''جس جس کا میں مولا ہوں۔ اُس اُس کا یہ علیؑ بھی مولا ہیں۔''

سب نے اس کا اقرار کیا کہ انہوں نے یہ سُنا ہے۔ لیکن ایک صحابی نے کسی وجہ سے یہ عذر پیش کیا کہ چونکہ میں بوڑھا ہوگیا ہوں۔ اس لیئے میری یاداشت کمزور ہوگئی ہے۔ مجھے یہ یاد نہیں رہا......

تو مولا علیؑ نے فرمایا کہ اگر تم جھوٹ بول رہے ہو...... تو اللہ تمہیں

ایسے چمکدار داغ میں مبتلا کرے گا۔ جس کو تمہاری دستار بھی نہیں چھپا سکے گی۔"

اُن صحابی کے چہرے پر برص کا سفید داغ نمودار ہو گیا۔ جسے چُھپانے کیلئے وہ نقاب پہنے رہتے تھے۔

اس کا ذکر نہج البلاغہ میں کلمات حکمت میں تین سو گیارہ نمبر پر موجود ہے۔ ابن قتیبہ نے المعارف ص ۲۵۱ پر اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں اس کو لکھا ہے۔ جس میں صحابی کا نام انس بن مالک لکھا گیا ہے۔

'غدیر زندہ جاوید ہے':

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چھوٹی چھوٹی حدیثوں کو بھی یاد رکھا گیا۔ لیکن حیرت ہے کہ مسلمانوں نے اتنی اہم حدیث سے چشم پوشی اختیار کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ آج چودہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی یہ حدیث زندہ ہے اور کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا۔

مولا علیؑ کی رہبری اور رہنمائی قیامت تک کیلئے ہے۔ اس لیئے یہ حدیث بھی قیامت تک زندہ رہے گی تاکہ تمام انسانوں اور خاص طور پر مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان کی یاد دلاتی رہے کہ انہیں رہبری اور رہنمائی کیلئے کس ہستی کی طرف رُجوع کرنا چاہیئے...... جب ہمارے بارہویں آقا و مولا امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ ظہور فرمائیں گے اور دُنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ تو پھر ہر ایک کی زبان پر یہی ہوگا کہ ہاں ہمیں ایسے ہی رہبر اور رہنما کی تلاش تھی۔

'غدیر ہماری عید':

دین اسلام میں کوئی بھی دن اس لیئے نہیں منایا جاتا۔ کہ صرف خوشی کا اظہار ہو...... تفریح کی جائے، نمود و نمائش اور اپنی معاشرتی حیثیت کو اُجاگر کیا جائے...... بلکہ دین اسلام میں جو بھی تہوار ہے۔ وہ اللہ کا شکر ادا کرنے، اپنے کردار کو سنوارنے، اس تہوار کی رُوح کو اپنے دل میں اُتارنے، اُس روز سے منسوب عبادات، بجا لانے، اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو اپنی خوشی میں شریک کرنے، غریبوں اور ناداروں کی مدد کرنے اور اللہ کی نافرمانی نہ کرنے کیلئے منایا جاتا ہے۔

جیسا کہ مولا علیؑ فرماتے ہیں...... "ہر وہ دن جس میں اللہ کی نافرمانی نہ کی جائے۔ وہ عید کا دن ہے۔"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز غدیر حکم دیا تھا۔

"جو لوگ یہاں بیٹھے سُن رہے تھے۔ انہیں چاہیئے کہ اس حکم کو ان تک پہنچادیں۔ جو یہاں موجود نہیں۔"

ہر باپ اپنے بیٹے کو بتائے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے۔"

یہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے۔ جس پر عمل کرنا۔ ہر ایک کا فرض ہے۔ لہٰذا اس دن کی اہمیت غیر معمولی ہے۔ اس کو یاد رکھنے کے سلسلے میں طرح طرح سے اس کی جانب توجہ دلائی گئی ہے۔ ہمارے عقائید کی کوئی ایسی کتاب نہیں۔ جس میں اس موضوع پر خصوصی طور پر روشنی نہ ڈالی گئی ہو......

کیوں کہ یہ دن اور اس دن میں ہونے والے وعدے اور عہد ہمیشہ یاد رکھنے والے ہیں کہ ان کے ساتھ ہمارے ایمان کی سلامتی وابستہ ہے۔ اسے یاد رکھنے سے دل میں نئی قوت، ایمان کو تازگی اور اپنے م ا‌ک۔ پ فخر :ور پختگی حاصل ہوتی ہے۔

علامہ کلینی نے اصول کافی میں سہل ابن زیاد سے، شیخ صدوقؒ نے مفضلؒ سے اور علامہ مجلسیؒ نے حسن بن راشد سے روایت کی ہے۔ یہ تینوں ہمارے نامور علما ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جمعہ، عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے علاوہ دین اسلام میں کوئی اور عید بھی ہے......؟؟؟

تو امام نے فرمایا کہ ہاں ایک سب سے محترم عید اور بھی ہے......

سوال کرنے والے نے کہا...... ''مولا وہ کون سی عید ہے''؟؟

تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا...... جس دن حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کر کے فرمایا تھا۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا عَلِیٌّ مَوْلَاہُ''

پوچھا گیا کہ وہ کون سی تاریخ تھی ....؟؟

تو امام عالی مقام نے فرمایا۔ وہ اٹھار [illegible] ویں تاریخ تھی۔

سوال کیا گیا...... ''اس خوشی کے دن مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟

حضرت نے جواب دیا۔ اس دن روزہ رکھو، خدا کی یاد میں لگے رہو...... عبادت کرو۔''

اس روز محمدؐ و آل محمدؐ کا ذکر بھی ضروری ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مولا علیؑ کو وصیت کی تھی کہ غدیر کے دن عید منائی جائے۔ اور تمام انبیاء کی یہی سیرت رہی ہے کہ جس روز وہ اپنے اوصیا کا اعلان کرتے تھے۔ اسے یوم عید قرار دیا جاتا تھا۔

اہلسنت علماء ابوریحان البرونی، ثعالبی، طلحہ شافعی، ابن خلکان، مسعودی جیسے نامور لوگوں نے اپنی مشہور کتابوں میں "عید غدیر" کو عالم اسلام کی بڑی عیدوں میں شمار کیا ہے۔ ایک مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ غدیر کے دن روزہ رکھنا چاہیئے۔ یہ روزہ ساٹھ مہینے کے روزوں کے برابر ہے۔

عید غدیر کیسے منائیں:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ معصومین نے روز غدیر کو عید کے طور پر منانے کا حکم دیا ہے۔ تو اس کو منانے اور شایان شان طریقے اور انداز اختیار کرنے کا درس بھی دیا ہے۔ کیونکہ کسی بھی قوم کے غم اور خوشی کے دنوں میں ادا کی جانے والی رسوم اور روایات سے ان کی تہذیب، اخلاق اور آداب کا پتہ چلتا ہے۔ لہٰذا عید غدیر منانے کے سلسلے میں اس طرح رہنمائی کی گئی ہے۔

- زینت سے متعلق ہونے اور [illegible] کی [illegible] جیسے میں سب [illegible] اللہ [illegible] ہیں۔

- غدیر امامت کا آغاز [illegible] ہے۔ اس لئے تیسرے اصول

دین یعنی امامت کے بارے میں اپنی معلومات کو بڑھائیں اور امام کے ساتھ ہمیشہ وفا کرنے کا عہد کریں۔

۳۔ اس دن کے بارے میں مکمل معلومات اگلی نسل تک پہنچائیں۔

۴۔ غدیر کا دن ہدائیت کا دن بھی ہے۔ اس کی رحمتوں اور برکتوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

۵۔ عید غدیر عیدوں کی عید ہے۔ غدیر کی نیت سے غسل کریں۔ بہترین لباس پہنیں۔ خوشبو لگائیں اور گھر کو مہکائیں۔ گھر کو سجائیں۔ جس سے خوشی ظاہر ہو۔

۶۔ اس عید کے روزے کی بڑی اہمیت ہے۔ جو لوگ یہ روزہ رکھ سکتے ہیں ۔ضرور رکھیں۔ بے حد ثواب کا باعث ہے۔

۷۔ زوال آفتاب کے وقت دو رکعت نماز اور زیارت امیر المومنین پڑھیں۔ جس کا طریقہ تحفۃ العوام اور دوسری دُعاؤں کی کتابوں میں موجود ہے۔

۸۔ اس روز کی خاص دُعائیں خصوصاً دُعائے ندبہ جو سرکار امام زمانہ عجل کی دُعا ہے۔ پڑھنے کی کوشش کریں۔

۹۔ ہر گھر میں جشن کا سماں ہو۔ ہر شخص اپنے بیوی بچوں کے لئے خوشی کا خاص اہتمام کرے۔ گھر میں اچھے کھانے پکائے جائیں۔

۱۰۔ اپنی خوشی میں اپنے عزیز واقرباء کو فراموش نہ کریں۔ ان کی بھلائی کا کوئی نہ کوئی کام ضرور کریں۔

۱۱۔ اگر اللہ نے توفیق دے رکھی ہے۔ تو گھر میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ذکر کی

تقسیم کریں۔ لوگوں کو کھانا کھلائیں۔ منہ میٹھا کرائیں۔ ممکن ہو تو خوشی کے اظہار کے لیے ایک دوسرے کو چھوٹے چھوٹے تحفے اور بچوں کو عیدی دیں۔ امام معصومؑ کا فرمان ہے کہ عید غدیر کے دن خرچ کرنے سے دولت، عزت اور عمر میں برکت ہوتی ہے۔

۱۲۔ جب کسی مومن سے ملیں۔ تو خوشی کے ساتھ ... ناراضگیوں کو دور کر کے سب کے ساتھ کھلے دل کے ساتھ ملیں اور گرمجوشی سے مصافحہ کریں یعنی ہاتھ ملائیں۔

۱۳۔ تمام افراد ایک دوسرے کو مبارکباد دیں۔ امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مومنین ایک دوسرے کے گھر عید ملنے ضرور جائیں۔

۱۴۔ ہمارے آٹھویں امام علی رضا علیہ السلام کا یہ فرمان ہے۔ کہ ایمان والے جب ایک دوسرے سے ملاقات کریں۔ تو آپس میں ان جملوں کا تبادلہ کریں۔ یہ عربی جملے دُعاؤں کی کتابوں میں موجود ہیں۔

"اَلحَمدُ لِلّٰهِ الَّذی جَعَلَنَا مِنَ المُتَمَسِّکِینَ بِوِلَایَةِ امیرِ المومنینَ وَ الائمۃ علیہم السلام○

"خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں جناب امیر المومنینؑ اور تمام آئمہ اطہار کی ولایت سے وابستہ رکھا ہے۔"

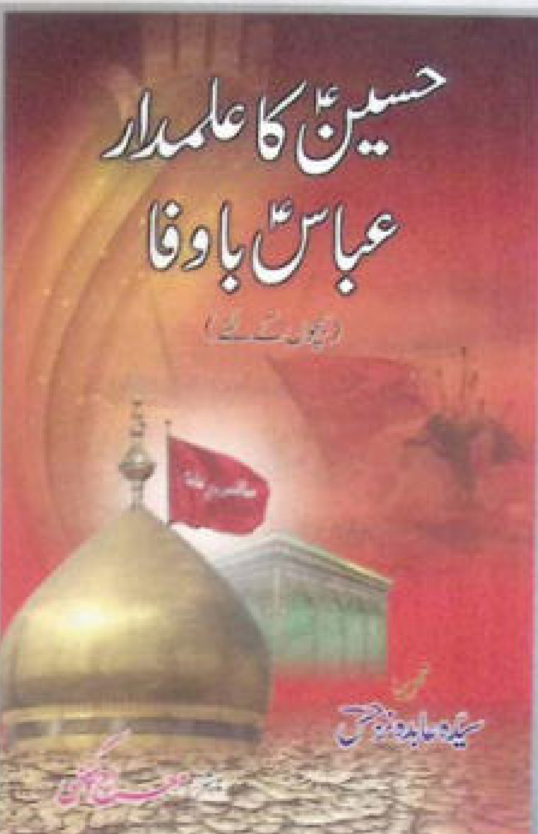
ان جملوں سے اللہ کا شکر ادا ہوتا ہے۔ عید غدیر کا پیغام سب تک پہنچتا ہے اور اس عہد کو پورا کرنے کا عزم بھی ظاہر ہوتا ہے۔ جو روز غدیر نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا گیا تھا۔

ظہور امام زمانہؑ:

بدقسمتی سے مسلمانوں نے حدیث غدیر کو چھپا لیا۔ اس پر عمل نہیں کیا۔ مولا علیؑ کو خلافت سے محروم کر کے دُنیا اور خصوصاً عالم اسلام کو ایک طویل تباہی کی طرف دھکیل دیا۔ لیکن جب امام زمانہ مہدی آخرالزماں کا ظہور ہوگا اور وہ دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔ تو دُنیا اپنے منہ سے کہے گی کہ ہاں۔ ہمیں اسی رہبر اور رہنما کی تلاش تھی...... اس وقت سب پچھتائیں گے کہ اگر ہم نے پہلے ہی حدیث غدیر کو مان لیا ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ جانشینوں سے رہنمائی حاصل کی ہوتی۔ تو یُوں صدیوں تک اس طرح نہ بھٹکتے۔

☆☆☆



معراج کمپنی
0423-735 12 14
9521-497 12 14
www.facebook.com/merajcompanypakistan